دل کے آبگینے سے

مجموعۂ حمد و نعت و نظم

نتیجۂ فکر:

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

بانی و مہتمم الجامعۃ الاسلامیہ مسیح العلوم / بنگلور

و خلیفہ حضرت اقدس شاہ مفتی مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

مکتبہ مسیح الامت دیوبند و بنگلور

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : دل کے آبگینے سے

نتیجۂ فکر : حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی دامت برکاتہم
بانی ومہتمم الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم / بنگلور
وخلیفہ حضرت اقدس شاہ مفتی مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

صفحات : 208

تاریخ طباعت : ۱۰/ ربیع الثانی /۱۴۳۶ ہجری

ناشر : مکتبہ مسیح الامت دیوبند و بنگلور

لے آوٹ ڈیزائنر : فیض الحسن بن عبد المنان موبائل نمبر 9845176837

موبائل نمبر : 9036701512 / 09634830797

ای میل : maktabahmaseehulummat@gmail.com

فہرست

دعا و مناجات

عشق و معرفت

مدائح النبي

گلہائے عقیدت
بہ دربارِ رسالت

نظمیں

ترانہ وتہنیت

شعروشاعری میرا نہ کوئی مشغلہ تھا، نہ اس سے کوئی مناسبت، اسی حال میں عمر کی پینتالیس منزلیں گزر گئیں، پھر اچانک ایک دن ہوا یہ کہ تفسیر قرطبی کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مطالعہ کے دوران ایک واقعہ نظروں سے گزرا، وہ یہ کہ

''امیر المؤمنین مامون الرشید کے پاس ابو علی المنقری آئے تو مامون الرشید نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ امی ہیں اور شعر ٹھیک سے پڑھ نہیں سکتے اور اس میں غلطی کر جاتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! جہاں تک شعر میں غلطی کا تعلق ہے تو بات یہ ہے کہ کبھی سبقت لسانی سے ایسا ہو جاتا ہے اور رہی بات امی ہونے اور شعر کے وزن کو توڑ دینے کی تو اللہ کے رسول؛ عَلَیہِ الصّلاۃ والسَّلام بھی امی تھے اور شعر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اس پر امیر المؤمنین نے کہا کہ میں نے تم سے تمہارے تین عیوب کے بارے میں پوچھا تھا اور تم نے اپنا چوتھا عیب بھی کھول دیا، یعنی جہالت، پھر کہا کہ اے جاہل! یہ امی ہونا اور شعر نہ پڑھ سکنا رسول اللہ عَلَیہِ الصّلاۃ والسَّلام کے لئے تو فضیلت تھی اور یہ تیرے اور تجھ جیسے لوگوں کے اندر عیب کی

بات ہے، آپ عَلَیْہِ الصَّلاۃ والسَّلام کو شعر سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ آپ سے ایک بدگمانی کو دور کرنا مقصد تھا نہ کہ شعر میں کسی عیب کی وجہ سے"۔ (قرطبی: ۵۴/۱۵)

یہ واقعہ میرے لئے ایک مہمیز کا کام کر گیا اور ایک عجیب سا جذبہ و شوق شعر و شاعری سیکھنے کا پیدا ہو گیا۔

مگر سیکھتا کیسے؟ سوچتے سوچتے اس نتیجے تک پہنچا کہ اس سلسلہ کی فنی کتب لی جائیں اور سیکھنے کی کوشش کی جائے، الحمد للہ کہ اس سلسلہ میں کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک ماہ کے اندر شعر گوئی کہیئے یا تک بندی کہیئے، کرنے لگا اور حمد باری و مناجات، نعت نبی، عشق و معرفت وغیرہ پر اپنے جذبات و خیالات کی عکاسی اور واردات قلبی کی ترجمانی کا ایک آلہ میسر ہو گیا۔

شعر گوئی کا یہ سلسلہ زیادہ تر اور عموماً اسفار کے مواقع پر میسر ہوتا؛ کیونکہ کچھ لمحات فرصت چلتے چلتے ان مواقع پر مل جاتے ہیں، کبھی ریل میں تو کبھی بس میں، کبھی کار میں تو کبھی ہوائی جہاز میں بیٹھے بیٹھے یہ سلسلہ چلتا رہتا اور میں اپنے جذبات و واردات کو شعر کے لباس میں ڈھالتا رہتا تھا، چنانچہ بیشتر اشعار اسفار ہی کے موقعہ پر لکھے گئے ہیں۔

کبھی خیال نہیں تھا کہ یہ میرا یہ شعری کلام مراحل طباعت کی گراں باری کا متحمل بھی ہو سکے گا اور نوبت یہ آئے گی کہ مجھے اس کا کوئی مقدمہ بھی تحریر کرنا پڑے گا، اگر چہ کہ میرے احباب ہمیشہ سے اس کی طباعت و اشاعت کا تقاضا کیا کرتے تھے، مگر میں اس کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ یہ کلام شائع ہو، اس لئے میں ہر بار اس

کوٹالتا ہی رہا، مگر جب بعض حلقوں واحباب کی جانب سے بہ شدت اس کا مطالبہ ہوا اور بالخصوص میرے عزیز محبی مولانا محمد زبیر احمد حفظہ اللہ تعالی جو احقر کی کتب کی اشاعت کا ایک خاص ذوق وفکر رکھتے اور اس سلسلے میں قابل قدر و لائق رشک کوشش کرتے رہتے ہیں اور انھیں کی وجہ سے احقر کی متعدد علمی واصلاحی تصانیف منظر عام پر آئیں اور عمدہ طباعت کے ساتھ آراستہ ہوئیں، اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ایمانی وروحانی اور علمی وعملی ترقیات سے مالا مال فرمائے، ان کا بڑا تقاضا ہوا کہ اس کلام کو منظر عام پر لایا جائے، ان کا کہنا تھا کہ متعدد اہل علم اور اہل مدارس بھی اور دوسرے طبقات کے لوگ بھی مختلف جگہ سے اس کی اشاعت کا برابر تقاضا کرتے رہتے ہیں، لہذا اس کی طباعت کی اجازت دی جائے، نیز انھوں نے اس کلام کو میری بیاض سے نقل کرنے اور مرتب کرنے کا کام بھی شروع کردیا تو احقر نے اللہ کا نام لیکر اس کی اجازت دیدی، مگر اس میں پورا کلام جمع کرنے کے بجائے چند اصناف تک اس کو محدود رکھا گیا ہے، ایک حمد باری، دوسرے مناجات، تیسرے عشق ومعرفت (تصوف)، چوتھے نعت نبی بزبان عربی واردو، پھر اخیر میں چند نظمیں وترانے، اس کے علاوہ دیگر اصناف سخن پر کی گئی طبع آزمائی کو کسی اور وقت کے انتظار میں رکھ دیا گیا ہے۔

یہاں یہ عرض کرنا ناگزیر ہے کہ ان اشعار میں اپنے قلبی جذبات و واردات کا اظہار کیا گیا ہے، جس میں بہت بہت ممکن ہے کہ فنی لحاظ سے کوئی کسر و کمی رہ گئی ہو، لہذا اس سلسلے میں اہل فن سے معذرت خواہی کرتے ہوئے اسی وقت موزوں ہوئے چند اشعار پیش خدمت کرتا ہوں:

کہہ دو سخن وَرُوں سے یہ عشق کا بیاں ہے
یہ دردِ معرفت کا اک بحر بے کراں ہے

جو لفظ کی خطا ہو ، ترتیب میں خلل ہو
تو تم سمجھ یہ لینا عشاق کا نشاں ہے

پاؤ نہ ربط گر تم سمجھو ضرور اس میں
اہلِ جنوں کی عادت ہر لفظ سے عیاں ہے

گر وزنِ شعر میں کچھ دیکھو خلل تو جانو
جذبات کی نوا ہے، شاعری کہاں ہے ؟

کوئی صدا ہے لب کی کوئی صدا ہے دل کی
میری یہ شاعری تو دل ہی کی ترجماں ہے

اخیر میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس مجموعہ کلام کو اپنے دربار عالی وقار میں شرف قبول بخشے اور کسی بھی قسم کی لغزش ہوئی ہو تو محض اپنے کرم سے معاف فرمائے اور جن احباب کی طلب وتقاضے نے اس کو منصہ شہود پر ظاہر ہونے میں اپنا کردار ادا کیا، ان سب کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کو اجر جزیل سے نوازے، آمین یارب العالمین۔

فقط
محمد شعیب اللہ خان

۸/ربیع الاول/۱۴۳۶ ہجری
۳۱/ڈسمبر/۲۰۱۴ عیسوی

حمدِ باری تعالیٰ

حمد باری سے بشر کی بے بسی

تعریف تیری مجھ سے بیاں ہو سکے کہاں
ممکن نہیں بشر سے ثناء کر سکے بیاں
دھولوں میں گرچہ مشک سے عنبر سے بار بار
تیری ثناء کے پھر بھی یہ لائق نہیں زباں

تـفسیر

قل ھو اللہ احد

ذکرِ رب ہو حرزِ جاں قل ھو اللہ احد   دل مرا اس کا مکاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

وصف ہو کس سے بیاں اے خدائے مہرباں   جبکہ ہے تو بے گماں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

کون ہے ثانی ترا، کون ہے ہمسر ترا   ذات تیری بے نشاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

ہر حجر تیرا نشاں ہر شجر تیرا بیاں   ذرہ ذرہ میں نہاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

عرش پر جلوہ ترا فرش پر جلوہ ترا   پھر بھی ہے تو بے مکاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

سب کا تو حاجت روا سب کا تو مشکل کُشا   فضل تیرا بے کراں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

شان تیری لَمْ یَلِدْ اور وَلَمْ یُوْلَدْ بھی ہے   سرِّ وحدت ہے عیاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

کوکب و شمس و قمر ہر یکے شاہد ترا   تو خدائے دو جہاں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

جان میری ہے فدا اے شعیب اس ذات پر
جس کی وحدت کا بیاں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ

ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

ہے ذات تیری سب سے بلند تر

اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

ہے ذات تیری سب سے بلند تر ❁ ہے وصف تیرا سب سے بلند تر
سب کا ہے مولیٰ سب سے ہے برتر ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ
اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

اے عرش والے، اے فرش والے ❁ جلوے ہیں تیرے سب سے نرالے
عالم میں روشن تجھ سے اُجالے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ
اَللّٰهُ اَکْبَرُ ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ

سب سے مقدس ہے نام تیرا ❁ لینا و دینا سب کام تیرا
بالا رسائی سے بام تیرا ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

مخلوق سب ہے آنی و جانی ❁ ہرشَی ہے ناقص ہرشَی ہے فانی
تیرا ہے کوئی ہمسر نہ ثانی ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

جنّ وملک سب بندے ہی ٹھیرے ❁ غوث وقطب سب محتاج تیرے
تو ہی صمد ہے، مولا اے میرے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

جس کو دیا ہے تو نے دیا ہے ❁ جس سے لیا ہے تو نے لیا ہے
قبضے میں تیرے اخذ وعطاء ہے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ارض وسما میں تو ہی نہاں ہے ❁ شمس وقمر سے تو ہی عیاں ہے
لعل و گہر میں تیرا نشاں ہے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

تیرا ہی چرچا ہر چار سُو ہے ❁ ہر شی میں تیری ہی رنگ و بو ہے

دیکھا جدھر میں واں تو ہی تو ہے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اے ذات واحد معبود تو ہے ❁ مسجود تو ہے مشہود تو ہے

کہہ دے شعیب اب مقصود تو ہے ❁ ہے حمد تیری ہر ایک لب پر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ

سبھی کا وہ مولا

هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَر

وہ سب سے نرالا، وہ سب سے مُنّوَر
وہ تعظیم والا، وہ سب سے ہے برتر
وہ عزت کا مالک، وہ بندوں کا رہبر
سبھی کا وہ مولا، سبھی کا وہ داوَر

هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَر

ہے سب کبریائی کا حقدار وہ ہی
خدائی کا ساری سزاوار وہ ہی
ہے حمد و ثنا کا روادار وہ ہی
بتاؤ تو ہے کون اس کے برابر

هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَکْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَکْبَر

ہیں غوث و قطب سب غلام اس خدا کے
نبی یا ولی ہوں اسی سے ہیں لیتے
جسے چاہے دیدے جسے چاہے نہ دے
بنادے وہ جس کا بنے گا مقدّر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

زمیں آسماں سب اُسی کا نشاں ہیں
ستاروں میں اس کے دلائل نہاں ہیں
شجر بھی حجر بھی اسی کا بیاں ہیں
کھلے تجھ پہ یہ راز گر تو نظر کر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

ثناء اس کی کرتے ہیں سب انبیاء بھی
یہ حور و ملک اور یہ اولیاء بھی
یہ شمس و قمر بھی یہ نور وضیاء بھی
اسی کی ثناء ہے سبھی کی زباں پر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

اُسی کی زمیں ہے، اُسی کا زماں بھی
اُسی کے مکیں ہیں، اُسی کا مکاں بھی
گل و خار بھی، اور یہ گلستاں بھی
یہ مخلوق ساری اُسی کی ہے مظہر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

جسے چاہے اس کو نوازے ولایت
جسے چاہے اس کو وہ دیدے حکومت
جسے چاہے اس کو عطا کردے دولت
اگر چاہے کردے وہ بندوں کا چاکر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

نبی جو بھی آیا، یہ اس کا تھا کلمہ
یہی اولیاء کا ہے محبوب نغمہ
اِسی کا کرے ورد ہر ایک نسمہ
نہیں کوئی معبود، جز ذاتِ سرور

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

خدائی ہے جس کی، یہاں سے وہاں تک
رسائی نہیں ہے، ہماری جہاں تک
ہیں حیران جس میں، یہ قدّوسیاں تک
حقیقت ہی مخفی ہے اس کی سراسر

ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ
ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَر

اُسی نے اُتاری، کتابِ ہدایت
رسولوں کو بھیجا، وہ دیکر رسالت
ہے بندوں پہ اس کی بڑی ہی عنایت
تا بندے چلیں ان کے نقشِ قدم پر

ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ
ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَر

وہ اول وہ آخر، وہ باطن وہ ظاہر
وہ خالق وہ مالک، وہ رازق وہ ناصر
وہ والی وہ باری، وہ ھادی، وہ قاہر
ہے چرچا اُسی کی خدائی کا گھر گھر

ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ
ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، ھُوَ اللّٰہُ اَکْبَر

اُسی کے ہے ہاتھوں میں حاجت روائی
اُسی کے ہے بس میں یہ مشکل کشائی
اُسی کو ہے حاصل یہ شانِ عطائی
ہوا ہے نہ ہوگا کوئی اس کا ہمسر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

وہ رحمت سے اپنی کسی کو بڑھادے
وہ حکمت سے اپنی کسی کو گھٹادے
وہ قدرت سے اپنی کسی کو مٹادے
کمال اس کا شمس و قمر سے ہے اظہر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

خلائق پہ اس کا کرم ہی کرم ہے
وہی ذات زندہ ہے، باقی عدم ہے
کھلا اس کا ہر دم درِ محترم ہے
جھکانے کو سر صرف اسی کا ہے یک دَر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

وہی ابتداء ہے وہی انتہاء ہے
وہی سب کا آقا، مرا دلربا ہے
شعیبؔ انتہاء میں یہ حق سے دعاء ہے
بنادے مجھے بحرِ حق کا شناوَر

هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ
هُوَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، هُوَ اللّٰهُ اَكْبَر

درگاہ تری یارب

درگاہ تری یارب درگاہ ہے شاہانہ
سب شاہ وگدا جس میں جھکتے ہیں فقیرانہ

ہے ذات تری عالی ، ہے وصف ترا شاہی
پائے تجھے کیوں کر پھر، یہ عقل کا پیمانہ

معبود نہیں کوئی عالم میں سوا تیرے
مختص ہے عبادت کا تیرے لیے نذرانہ

مخفی ہے تری ہستی پَر نور ترا ظاہر
روشن ہے اُسی سے یہ یا رب ترا کاشانہ

سائل ہیں سبھی تیرے، محتاج سبھی تیرے
ہو غوث و قطب کوئی ، اپنا ہو یا بیگانہ

ہے اخذ وعطاء سب کچھ، قبضے میں ترے یارب
اک عدل کا پیمانہ ، اک فضل کا پیمانہ

محبوب ہمارا تو ، معبود ہمارا تو
ہم سب ترے پروانے ، اے جلوۂ جانانہ

اقرار ترا بیشک، آواز ہے فطرت کی
انکار جو کرتا ہے، کرتا ہے سفیہانہ

تیرا ہوا دیوانہ، تیرے ہی کرم سے جو
وہ مست قلندر ہی، در اصل ہے فرزانہ

جس دل میں مرے مولیٰ ، تیری نہ تجلّی ہو
وہ قلب حقیقت میں ، ہے دشت و ویرانہ

اک جامِ محبت دے ، اپنے ہی کرم سے تو
بن جائے شعیبؔ اس کو پی کر ترا مستانہ

معبود نہیں کوئی عالم میں سوا تیرے
مختص ہے عبادت کا تیرے لیے نذرانہ

دعاء و مناجات

لذتِ مناجات

ملا جب سے ہے مناجات کا عالم
نہ پوچھو تم کیا ہے جذبات کا عالم
شعیب ان سے ہے بظاہر جدائی سی
حقیقت میں ہے ملاقات کا عالم

ترجمہ سورۂ فاتحہ

نام سے اللہ کے ہے ابتدا
جو مہربان رحم والا ہے بڑا

ہے اُسی اللہ کی حمدِ تمام
عالموں کا رب ہے جو ربّ سلام

ہے وہ صفت جس کی یہ رحمان ورحیم
ہے جزا کے دن کا مالک وہ کریم

ہم عبادت صرف تیری کرتے ہیں
ہم مدد تجھ ہی سے آقا لیتے ہیں

تو چلادے ہم کو سیدھی راہ پر
تو لگادے ہم کو سچی راہ پر

راہ پر ان کی جنھیں نعمت ملی
بارگاہِ قدس سے جن کو تری

اے خدا ہم کو نہ تو ہرگز چلا
ان کے رستے پرغضب جن پر ہوا

نہ دکھا رستہ ہمیں گمراہ کا
دور کردَہ ہو تری درگاہ کا

یہ دعاء سب کے لیے کر تو قبول
ان کے صدقے جو ہوئے ختم رَسول

دعا مانگتا ہوں

الٰہی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں
سبھی کے لئے میں بھلا مانگتا ہوں

گنہ گار ہوں میں سیہ کار ہوں میں
ترا فضل بے انتہاء مانگتا ہوں

کرم پر جو تیرے بھروسہ ہے مجھکو
خطا کر کے پھر بھی عطاء مانگتا ہوں

تو ناراض ہو گر جیوں گا میں کیونکر
خدا یا میں تیری رضاء مانگتا ہوں

بھلا دوں سبھی کو میں خاطر سے اپنے
فقط یک غمِ دلرباء مانگتا ہوں

میں نظروں سے اپنی گرا دوں سبھی کو
میں توفیق ایسی بجا مانگتا ہوں

مجھے یاد تیری میسّر ہو ہر دم
میں ایسی ہی خلوت سرا مانگتا ہوں

میں دنیا سے بیزار ہوں یا الٰہی
بکھیڑوں سے ان سب رہا مانگتا ہوں

شعیبؔ اپنی ہستی فنا کردوں رب پر
اِسی کی میں اُس سے دواء مانگتا ہوں

جب ملا تو مجھے

در ترے وا ہوئے جب مرے لب ہلے
مدّعیٰ مل گیا جب ترے در کھلے

اے خدا کر عطاء کچھ تری معرفت
کیونکہ سب کچھ ملا جب ملا تو مجھے

معتبر مستند ہے وہی شخصیت
جس کو اللہ کا علم و عرفاں ملے

اے خدا دولتِ دو جہاں مل گئی
دولتِ اُخروی دے دیا تو جسے

سنتِ مصطفیٰ پر مجھے کر فدا
کامراں ہے وہی جو اُسی پر چلے

عاصئ بے قدَر بر درِ ذُو المنن
بخشش و مرحمت بر گدا ہو ترے

تو ہی حاجت روا ، تو ہی مشکل کُشا
میرے دل کی صدا کون ہے جو سُنے

آخرت میں عطاء چشمِ بینا بھی ہو
شوق سے باادب دیکھ لوں میں تجھے

ہے شعیب اے خدا تجھ پہ ہر دم فدا
آرزو اس کی ہے مر مٹے مر مٹے

اے خدا کر عطاء کچھ تری معرفت
کیونکہ سب کچھ ملا جب ملا تو مجھے
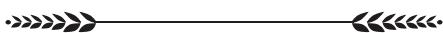
رحمان نام تیرا

حمدِ کثیر تیری، شکرِ تمام تیرا
اے مالکِ دوعالم، رحمان نام تیرا

تعریف کا ہے تو ہی، حقدار دوجہاں میں
ادراک سے ہمارے بالا مقام تیرا

فاراں کی چوٹیوں سے ماہِ عرب جو نکلا
اُس پر صلوٰۃ تیری ، اُس پر سلام تیرا

رحم وکرم کے والی ، نظرِ کرم تو کر دے
غفّار ذات تیری ، بخشش ہے کا م تیرا

عجز و نیاز لیکر ، ہوش و حواس کھوکر
حاضر ہوا ہے در پر ادنی غلام تیرا

جاؤں کدھر الٰہی ، گر چھوڑ دے تو مجھ کو
اے ساقئ ہدایت ،کر مستِ جام تیرا

اب تک بھٹک رہا ہوں،شیطاں کی وادیوں میں
در ایک ہی ہے جھکنے ذی احترام تیرا

سجدے میں تیرے آگے، میں پڑ گیا ہوں آقا
منظور کرلے گرچہ ،بندہ ہوں خام تیرا

ہوجائے جو عنایت ، مجھ پر تری خدایا
پڑ جائے راہِ حق پر، یہ سُست گام تیرا

نظرِ کرم جو مجھ پر ہو جائے گر ذرا بھی
نفسِ شریر و سرکش ہوجائے رام تیرا

عزت کی زندگی دے دنیا و آخرت میں
ہم مانگتے ہیں تجھ سے انعامِ تام تیرا

میں چاہتا نہیں ہوں نام ونمود مولا
بندہ بنا رہوں بس دل سے مُدام تیرا

خلقت کے روبرو ہم رسوا نہ ہوں الٰہی
قائم ہو جب معظّم دربارِ عام تیرا

مشغول کرلے شاہا ، اپنے میں مجھکو اتنا
بن جائے میرا دل بھی بیتُ الحرام تیرا

گر پوچھ لے یہ مولیٰ ، کیا چاہتے ہو کہہ دو
کہدوں گا بس عطا ہو عشقِ دوام تیرا

فتنوں کی اس زمیں پر فتنوں کے اس زماں میں
مل جائے ہم سبھی کو فضلِ تمام تیرا

عرضی شعیب کی ہو، مقبول ان کے صدقے
جن پر ہوا ہے نازل خیر الکلام تیرا

سائل ترے کرم سے

آیا ہوں در پہ بن کر سائل ترے کرم سے
ہوجائے مجھ کو رحمت حاصل ترے کرم سے

ہوں غرقِ معصیت میں دکھتا نہیں کنارا
آقا مجھے دکھادے ساحل ترے کرم سے

دربار کے میں لائق ہرگز نہیں ہوں آقا
توہی بنادے مجھ کو قابل ترے کرم سے

دریائے معرفت کا اک گھونٹ ہی پلاکر
مجھ کو بنالے آقا واصل ترے کرم سے

عشقِ بتاں سے مجھ کو دیدے نجات یارب
اس طَور دل سے دھودے باطل ترے کرم سے

آقا شعیبؔ تیرا امید سے کھڑا ہے
اپنوں میں اس کو کرلے شامل ترے کرم سے

مجھے عشق کا بیمار بنادے

مولا تو مجھے عشق کا بیمار بنادے
اب دردِ محبت کا گرفتار بنادے

رُورُو کے میں کرتا ہوں ترے دَر پہ گزارش
مئےخانۂ عرفان کا مئےخوار بنادے

دل سے مرے دُھودے یہ معاصی کی سیاہی
عصیان کو میرے لئے دشوار بنادے

ہو شغل مرا آہ وبکا یاد میں تیری
مولا مرے نالوں کو اَثر دار بنادے

اپنے ہی درِ پاک کا رکھنا مجھے یارب
قرباں کروں جاں ایسا وفادار بنادے

بیگانہ بنا دے مجھے مخلوق سے آقا
کوئی نہ ہو دل میں، ترا ہشیار بنا دے

ہے عرض شعیب اس غمِ اُلفت کو بڑھا دے
مولا مجھے تیرا ہی طلبگار بنا دے

تاثیر محبت

شعلے کی طرح دل میں بھڑک اُٹھتی ہے
اک حق کے سوا سب کو جلا دیتی ہے
کیا شیٔ ہے محبت؟ یہ بتادوں میں شعیب
دم بھر میں خدا تک تجھے پہنچاتی ہے
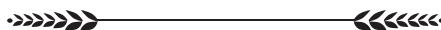
عجز و نیاز بہ بارگاہ رب بے نیاز

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

اشکوں کی زباں سے میں کرتا ہوا شکرانہ
احساسِ معاصی سے سر خم ہے پشیمانہ
شیطاں نے کیا مولی اس قلب کو ویرانہ
آباد اسے کردے با نظر کریمانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

مجھ سے ہے مرے مولی عصیان و خطاء ہر دم
پھر بھی ہے مگر تیری شفقت و عطاء پیہم
بہتا ہے برابر یہ رحمت کا ترے قُلزَم
ہے شرم کے مارے سر دربار میں میرا خم
اے کاش یہ ادنیٰ سا منظور ہو نذرانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

ہے پاس نہیں کچھ بھی طاعات کا سرمایہ
انبار گناہوں کا سر پر میں اٹھا لایا
محتاج وگدا تیرا ناکارہ و بے مایہ
لیتے ہوئے یا رب میں رحمت کا ترے سایہ
بخشش کا سوالی ہوں دے فضل کا پیمانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

غفلت بھرے دل کو اب یادوں کی نوا دیدے
تو ظلمت عصیاں میں توبہ کی ضیاء دیدے
دل کو میرے دُھو کر تو اب صدق وصفا دیدے
محرومِ رضا کو پھر اپنی تو رضاء دیدے
کر دے مجھے مولیٰ تو مخلوق سے بے گانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

اس طور میں حاضر ہوں جذبوں میں طلاطم ہے
ہیبت و جلالت سے بندہ ترا گم سم ہے
جذبوں کے سمندر میں لفظوں کی صدا گم ہے
اشکوں کی روانی میں خاموش تکلم ہے
مجھ کو تو عطاء کردے اب سوزشِ پروانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

ہے عرض شعیب آقا ایک سوزشِ پنہاں دے
فیاضِ ازل تو ہی اپنا مجھے عرفاں دے
دل عشق سے بریاں دے آنکھیں مجھے گریاں دے
اپنی تو زیارت کا اک شوقِ فراواں دے
کر دردِ محبت سے اپنا مجھے دیوانہ

درگاہ میں تیری میں حاضر ہوں فقیرانہ
ہاتھوں کو پسارے میں آیا ہوں گدایانہ

ہم تو اس قابل نہ تھے

ہم پہ ہر دم تیری رحمت ہم تو اس قابل نہ تھے
ہے عنایت ہی عنایت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

ہم سے ہر دم ہیں خطائیں ، تیری ہر دم ہے عطاء
میرے مولا کیا ہے شفقت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

یاد تیری ہم سے چھوٹی ، پڑ گئے غفلت میں ہم
پھر بھی تیری ہم سے چاہت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

تیرے در پر سر جھکا کر ، ہم کو عزت مل گئی
تو نے بخشی ہے یہ عزت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

باخبر اپنا بنا کر بے خبر سب سے کیا
واہ رے تیری محبت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

ہم کو ایماں سے نوازا، میرے مولا آپ نے
کیسی عمدہ دی ہے دولت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

خاک ہیں سب پاک ہے تو ، ہم کہاں اور تو کہاں
پھر ملے ہم کو ولایت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

تیرے دَر پر سجدہ کرکے سوچتا ہوں ہوں کہاں
مل گئی ہے شان و شوکت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

تیری ہی توفیق سے ہم کرسکے کچھ نیکیاں
اس پہ بخشی اپنی قربت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

نطفۂ ناپاک تھے ہم ، میرے مولا بالیقیں
پھر عطا کی تو نے رفعت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

جب اُٹھا دستِ دعاء دربارِ رب میں اے شعیب
بہہ گئے اشکِ ندامت ، ہم تو اس قابل نہ تھے

مری زندگی بنادے

مری زندگی کا مقصد تری بندگی بنادے
مجھے بندگی سکھا کر مری زندگی بنادے

تری معرفت کا دریا مرے دل میں موج زن ہو
تو سبیل اس کی مولا کوئی قدرتی بنادے

یہ ہے ظلمتوں کی دنیا ، یہاں روشنی کہاں ہے ؟
مرے قلب کے اندھیروں کو تو روشنی بنادے

ترے نام کی وہ لذت مرے قلب کو عطا ہو
جو کہ دل کی بے حسی میں ذرا بے کلی بنادے

رہے یاد تیری ہر دم ، رہے درد عشق پیہم
مرے قلبِ مضطرب کو ذرا ایسا ہی بنادے

ترا فیض معرفت ہو مری شاعری سے جاری
مری شاعری کو یارب رہِ عاشقی بنادے

ہے دعا شعیب میری مجھے درد وہ عطا ہو
کہ غموں کو دل کے سارے وہ خوشی مری بنادے

دردِ عشق

جس دل میں دردِ عشق نہ ہو وہ خراب ہے
انسان کے لئے یہی کیا کم عذاب ہے
پل بھر بھی تو شعیبؔ نہ غافل خدا سے ہو
یاد خدا ہی راہ خدا کا نصاب ہے
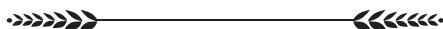
عشق و معرفت

آرزوئے حق

آرزو یہی ہے بن جاؤں تیرا دیوانہ
تجھ پہ میں فدا کردوں جان مثل پروانہ
ہوش نہ رہے مجھ کو غیر کا سوا تیرے
تو ہو بس میرا ہمدم اور سب ہوں بیگانہ

لطف و کیف جینے میں

نام حق تعالیٰ جو جم گیا ہے سینے میں
پا رہا ہوں بے شک میں لطف و کیف جینے میں

مست ہو جو فانی میں کیا خبر اُسے پوچھو
کیا مزہ ہے پوشیدہ عشق حق کے پینے میں

عشق حق میں مرنا ہی، قرب حق کا رستہ ہے
شوق گر ہو مرنے کا رکھ قدم سفینے میں

منزلیں طریقت کی طے جو ہوتیں صدیوں میں
اتباعِ سنت سے طے ہوئیں مہینے میں

عشق حق میں مرنے پر زندگی نئی دیدی
ہر قدم فنا کا اب ہے بقاء کے زینے میں

خالقِ جہاں ہے وہ ، مالک دو عالم وہ
شان کبریا میرے دل کے ہے نگینے میں

کر سوال حاجت کا تو خدائے برتر سے
ساری دولتیں ہیں جس ذات کے خزینے میں

شیخ باخدا سے تم معرفت کی راہیں لو
یہ علومِ عرفانی ہیں کہاں سفینے میں؟

اے شعیب نالوں میں گر اثر خدا دیدے
سوزِ غم میسر ہو دل کے آبگینے میں

آتشِ عشق گر

آتشِ عشق گر شعلہ زن ہو ذرا
زندگی میں نیا لطف آتا رہے

دل میں یادِ خدا لب پہ ذکرِ خدا
جامِ عرفاں کا یہ دور چلتا رہے

مانگنے پر ملے دَر پہ مخلوق کے
دَر پہ رب کے بلا مانگے ملتا رہے

سہل ہے جلنا پروانے کا دم بدم
عشق تو زندگی بھر جلاتا رہے

بادہ خواری پہ میری ہیں حیراں مَلک
نام جو لوں نشہ خود ہی آتا رہے

عقل سے کب کوئی راستہ وا ہوا
عشق ہو گر تو رستہ نکلتا رہے

کامیابی قدم تیرے چومے اگر
اے شعیب اُن کی مرضی پہ جیتا رہے

مانگنے پر ملے دَر پہ مخلوق کے
دَر پہ رب کے بلا مانگے ملتا رہے

یاد میں تیری یہ دل دل ہوگیا

یاد میں تیری یہ دل دل ہوگیا
نام سے تیرے یہ بسمل ہوگیا

کھل گئے اسرارِ عشق و معرفت
غیرِ حق سے جو میں غافل ہوگیا

نقشِ لیلیٰ ہوچکا ہے پاش پاش
عشقِ مولیٰ اب تو حاصل ہوگیا

ہوگئی ہے ہر تمنا دل سے دور
اب تو یہ دل تیرے قابل ہوگیا

غیر سے تیرے ، نظر ہی اٹھ گئی
جب سے تجھ سے عشقِ کامل ہوگیا

ذکر کے انوار مجھ پر چھا گئے
جوں ہی دل میں کیف داخل ہوگیا

میری نظروں سے یہ دنیا گر گئی
کیوں کہ کچھ کچھ میں بھی عاقل ہوگیا

کردے قرباں تجھ پہ جو بھی یہ حیات
تیرے بندوں میں وہ شامل ہوگیا

فیض مرشِد سے ملا رستہ مجھے
اب تو رستہ گویا منزل ہوگیا

نقشِ فانی پر نظر آسان تھی
تھا جو آساں اب وہ مشکل ہوگیا

ساری دنیا نقشِ حیرت بن گئی
جب شعیبؔ اس غم کا حامل ہوگیا

بخشا کسی کی یاد نے دردِ جگر مجھے

بخشا کسی کی یاد نے دردِ جگر مجھے
حاصل ہے لذتِ دوجہاں سربسر مجھے

عشقِ بتاں سے دل کی صفائی جو ہوگئی
ان ہی کا اب دھیان ہے شام وسحر مجھے

مدت ہوئی زبانِ تحیر پہ ہے سکوت
حسنِ کرشمہ ساز جو آیا نظر مجھے

تم پوچھتے ہو حال میرا بے خبر ہوں میں
خود سے کیا ہے عشق نے جو بے خبر مجھے

پی تھی ذرا شرابِ محبت یہ حال ہے
ان کے سوا کوئی نہیں آتا نظر مجھے

تیری حریمِ ناز میں کس کا ہو کیا گذر
ہے سجدۂ نیاز ہی بس عمر بھر مجھے

تسکینِ دردِ عشق اسی در سے ہے شعیبؔ
وہ در اگر نہیں تو نہیں اور در مجھے

بخشا کسی کی یاد نے دردِ جگر مجھے
حاصل ہے لذتِ دوجہاں سربسر مجھے

صلہ میں تو بس یک نظر چاہتا ہوں

محبت کا تم سے ہنر چاہتا ہوں
صلہ میں تو بس یک نظر چاہتا ہوں

مرا کوئی محبوب تم سا نہیں ہے
تمہارے ہی در پہ بسر چاہتا ہوں

نکل جائے دل سے یہ لیلائے فانی
میں مولیٰ کی جانب سفر چاہتا ہوں

جنونِ محبت سے سرشار ہوکر
تری یاد شام و سحر چاہتا ہوں

میں محبوسِ قیدِ محبت ہوں ہمدم
میں ہرگز نہ اس سے مفر چاہتا ہوں

مجھے وصل و فرقت سے مطلب نہیں ہے
جھکانے کو سر سنگِ در چاہتا ہوں

دلِ مضطرب نے پکارا ہے تجھ کو
الٰہی دعاء میں اثر چاہتا ہوں

ہزاروں حیاتیں لٹادوں میں تجھ پر
میں ایسا ہی قلب و جگر چاہتا ہوں

کھلا ہو ترا در یا بندش لگی ہو
گلی سے میں تیری گذر چاہتا ہوں

محبت کی راہوں پہ رہزن بڑے ہیں
دکھانے کو رہ راہبر چاہتا ہوں

شعیبؔ اس میں شک کیا گنہ گار ہوں میں
میں رونے کو اب چشمِ تر چاہتا ہوں

اسی کا میں نشاں ہوتا

تمنا ہے کہ ہر دم ذکرِ رب وردِ زباں ہوتا
رموزِ معرفت کا ایک میں بھی رازداں ہوتا

اگر دل سے نکل جاتی محبت نقشِ فانی کی
خدا کے عشق سے مامور یہ قلبِ خزاں ہوتا

مٹا دیتا خودی کو میں فنائے تام مل جاتی
اسی کا میں بیاں ہوتا اسی کا میں نشاں ہوتا

مجھے اے کاش یک خلوت کدہ کچھ دور مل جاتا
تو میرا کام ان کی یاد میں آہ وفغاں ہوتا

پلا دیتا محبت کچھ مجھے اس طرح اے ساقی!
کہ خموشی کی زباں سے بحرِ عرفانی رواں ہوتا

اگر تو ایک میرا ہو تو بے شک اے مرے مالک
زمیں کیا آسماں کیا بلکہ میرا کل جہاں ہوتا

میں پاتا کچھ مقام ایسا خبر اپنی بھی نہ ہوتی
اسی کی یاد دل میں اور اسی کا بس دھیاں ہوتا

اگر میرے جو ٹکڑے کر دئے جاتے رہِ حق میں
تو الفت کی رہِ حق میں یہ ادنیٰ امتحاں ہوتا

شعیبؔ ان فانی خوشیوں کو لگاتا آگ تو دل سے
تو تیرا قلبِ ویراں بھی خوشی سے گلستاں ہوتا

تمنا ہے کہ ہر دم ذکرِ رب وردِ زباں ہوتا
رموزِ معرفت کا ایک میں بھی رازداں ہوتا

انہیں کا کرم دیکھتے ہیں

زمانے کو زیرِ قدم دیکھتے ہیں
یہ سب ہم اُنھیں کا کرم دیکھتے ہیں

غلاموں کو شاہی کی عزت ملی ہے
غلامی کا صدقہ یہ ہم دیکھتے ہیں

کبھی کیف ومستی کبھی قبض و وحشت
سبھی میں رُموز و حِکم دیکھتے ہیں

مَرَض ہو یا صِحت الم ہو یا راحت
مشیت پہ سب ہی کو خم دیکھتے ہیں

مقامِ ولایت جنھیں مل گیا ہو
نہ خائف وہ ہوتے نہ غم دیکھتے ہیں

ترے عشق کا غم جنھیں مل گیا ہو
دلوں میں وہ لطفِ حرم دیکھتے ہیں

ترے نام کی لذّتیں پا گئے جو
تجلّی تری دم بہ دم دیکھتے ہیں

شعیبؔ اُن سے اُن کے سوا ہم کیا مانگیں
کہ ہر شے کو ہم کالعدَم دیکھتے ہیں

زمانے کو زیرِ قدم دیکھتے ہیں
یہ سب ہم اُنھیں کا کرم دیکھتے ہیں

جز خدا کوئی پیارا نہیں

آہ جو دل ترے غم کا مارا نہیں
اس کے غم کا یہاں کوئی چارہ نہیں

عشق کی آگ جس قلب میں لگ گئی
اب اسے جز خدا کوئی پیارا نہیں

زندگی میں ہو گر جذبۂ بندگی
غیر کے در پہ جھکنا گوارا نہیں

راہِ حق ہے کھلی ہر طلبگار پر
اس پہ ہمدم کسی کا اجارہ نہیں

راہ حق کے مسافر سمجھ لے ذرا
بحرِ عرفاں کا کوئی کنارا نہیں

بحرِ عرفاں میں مت ڈال کشتی اگر
موجِ طوفاں سے لڑنے کا یارا نہیں

اس کو دربارِ حق میں رسائی کہاں
اپنے اخلاق کو جو سنوارا نہیں

مستحقِ ولایت نہ ہوگا کبھی
جو گناہوں کو چھوڑا خدارا نہیں

اے شعیب یک بہ یک کہہ اٹھا دل مرا
جز خدا کوئی میرا سہارا نہیں

میرا مولیٰ سب کا پیارا

میرا مولیٰ سب کا پیارا کچھ نہیں میں کچھ نہیں
ہے وہی سب کا سہارا کچھ نہیں میں کچھ نہیں

کون ہے مشکل کشا اور کون ہے حاجت روا
تو ہے سب کچھ میرے مولی کچھ نہیں میں کچھ نہیں

تیری طاعت تیری یادیں تیرا سجدہ اور رکوع
یہ بھی سب کچھ فضل تیرا کچھ نہیں میں کچھ نہیں

عشق مولیٰ جس نے پایا مٹ گیا وہ مٹ گیا
چیخ اٹھا وہ غم کا مارا کچھ نہیں میں کچھ نہیں

تیرا علم وفضل وتقوی میرے رب کی ہے عطا
کیوں نہیں پھر تو یہ کہتا کچھ نہیں میں کچھ نہیں

فضل اس کا تجھ پہ ہر دم جاری ساری ہے شعیب
پھر بتا میں چیز ہوں کیا کچھ نہیں میں کچھ نہیں

ملا ہے کرم سے

جو دردِ محبت ملا ہے کرم سے
نہ دوں گا کسی کو میں روپے درم سے

جو سوزِ محبت سے پھونکا ہوا ہے
یقیناً وہ دل ہے مشابہ حرم سے

تری یاد میں زندگی جو بسر ہو
وہ محفوظ ہوتی ہے ہر خوف و غم سے

یہ دولت اُسے دے سکے گی نہ لالچ
نہ گھبرائے ہرگز وہ ظلم وستم سے

ہے شرطِ ولایت نبی کی اطاعت
ولایت بھی ملتی ہے ان ہی کے دم سے

کتابِ محبت جو پڑھ لے گا دل سے
اُسے بے نیازی ہے کاغذ قلم سے

رہِ عشق میں عقل کا کام کیا ہے؟
یہاں کام تو ہے جنونِ اتم سے

مجھے کاش مل جائے ہمراز کوئی
ملا ہو جسے کچھ تو درد و اَلم سے

غمِ عشق میں مبتلا جو ہیں رہتے
شعیبؔ ان کو لینا ہے تم سے نہ ہم سے

ہے شرطِ ولایت نبی کی اطاعت
ولایت بھی ملتی ہے ان ہی کے دم سے

کتابِ محبت جو پڑھ لے گا دل سے
اُسے بے نیازی ہے کاغذ قلم سے

دل جلا لینے کا نام

علم کیا ہے عشقِ حق سے دل جلالینے کا نام
اور جان اپنی محبت میں مٹا دینے کا نام

گر تو کیفِ زندگی چاہے تو کر لے بندگی
زندگی ہے ذاتِ حق کی بندگی کرنے کا نام

زہر ہے نیکی وطاعت پر تمنائے ثواب
عاشقی طاعت بجا لا کر بھی گھبرانے کا نام

قربِ حق کی آرزو ہے شوقِ جنت کچھ نہیں
کیوں کہ جنت کی بھی جنت قربِ حق پانے کا نام

لذتوں کو چھوڑ کر تو حسرتوں کا غم اٹھا
عشقِ حق ہے حسرتوں کے غم پہ غم کھانے کا نام

در کھلے یا نہ کھلے تو کھٹکھٹا تا ہی رہے
کامیابی تو ہے ان کے در پہ پڑجانے کا نام

یاد میں ان کی فنا کردے خودی کو اے شعیبؔ
ذکرِ حق ہے نورِ حق میں غرق ہوجانے کا نام

تیرے قربان یہ جان حزیں

نام پر یا رب ترے قربان یہ جان حزیں
اس سے بڑھ کر کوئی دولت دو جہاں میں ہے نہیں

دل منور ہوگیا اور جان شیریں ہوگئی
جب کبھی میں نے لیا یا رب ترا نام حسیں

ذکر کے انوار سے میں مست ہوں سرشار ہوں
پا رہا ہوں میں زمیں پر لذتِ عرشِ بریں

جب ہوا ناراض تو سارا جہاں ویراں لگا
جب تو راضی ہوگیا شہنائیاں بجنے لگیں

غم اٹھانا ہوگیا آساں محبت میں تری
اب تو کردوں خون میں ہر آرزو تیرے تئیں

داستانِ عشق سینے میں دفن کر ہی دیا
جب نظر آیا نہیں ہمراز کوئی بھی کہیں

نعمتِ قربت تری حاصل جو ہم کو ہوگئی
ہیچ آتی ہے نظر یہ دولت دنیا ہمیں

جب دلِ ویران میں تیری تجلی ہوگئی
سب کی سب ویرانیاں یک لخت رخصت ہوگئیں

عشق بامردہ نہیں ہے مسلک مؤمن شعیب
اس لئے فانی پہ جھک سکتی نہیں میری جبیں

زبانِ عشق کی بے بسی

شاہراہِ الفت سب پر عیاں نہیں ہوتی
داستاں مری مجھ سے خود بیاں نہیں ہوتی

دردِ عشق کی لذت بے پناہ پاتا ہوں
پر شعیبؔ مجھ کو کہنے، زباں نہیں ہوتی

دل کو غیروں سے بچانا ہے مجھے

قلب ویراں کو ترے قابل بنانا ہے مجھے
ذکر کے انوار سے اس کو سجانا ہے مجھے

کب تلک غفلت میں میری زندگی ہوگی بسر
اب تو باقی زندگی تجھ پر لٹانا ہے مجھے

عشقِ مولیٰ کے لئے دل کی صفائی ہے ضرور
نقش فانی دل سے اب اپنے مٹانا ہے مجھے

عیش و عشرت ناز و نعمت میں جوانی کٹ گئی
اب تو نفس اپنا مٹا کر حق کو پانا ہے مجھے

عشق حق کی لذتوں سے بے خبر اب تک رہا
درد الفت کا مزہ خود کو چکھانا ہے مجھے

کب تلک ہو ضبطِ بے تابی بتاؤ دوستو
داستانِ درد و غم تم کو سنانا ہے مجھے

راہ کوئی پا نہ جائے قلب میں میرے شعیب
اس حریمِ دل کو غیروں سے بچانا ہے مجھے
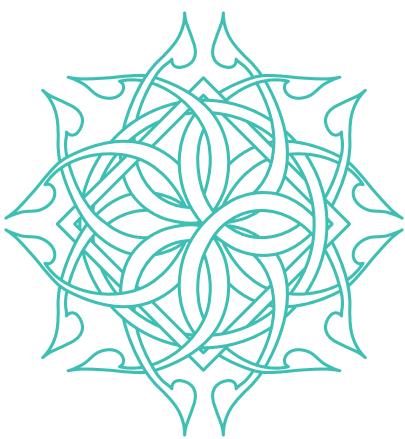
مدائح النـبي

عَلَيهِ الصَّلاةُ والسَّلامُ

مديح النبي

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

صَلاةٌ عَلىٰ ذِيْ العُلاَ وَالْجَمِيْلُ
سَلاَمٌ عَلَيْهِ بِحُكمِ الْجَلِيْلُ

رَسُوْلُ الْهُدىٰ مِن رَّحِيْمٍ وَّدُوْدُ
هَدَانَا جَمِيْعاً سَوَاءَ السَّبِيْلُ

أتَانَا الَّذِيْ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنُ
بِشَرْعٍ خِتَامٍ نَسِيْقٍ عَقِيْلُ

هُوَ أَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْإِلٰه
فَمَا فِي الْبَرَايَا لَهٗ مِنْ عَدِيْلُ

وَ مَا الْبَدْرُ إِلَّا يَقِيْناً يَغِيْبُ
فَمَا مِنْ غِيَابٍ لِبَدْرٍ كَمِيْلُ

وَجَاءَ بِعِلْمٍ وَ هَدْيٍ حَسَنْ
فَلَيْسَ سَوَاهُ لَـنَا مِنْ دَلِيْلُ

وَقَدْ أُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْأُمَمْ
فَكُلًّا أَنَالَ بِقَدْرٍ جَزِيْلُ

وَ ذِكْرُ الرَّسُوْلِ غِذَاءُ الْقُلُوْبُ
شِفَاءٌ لِقَلْبٍ مَرِيْضٍ عَلِيْلُ

وَ يَشْتَاقُ قَلْبِيْ بِحُبٍّ إِلَيْه
وَ عَيْنِيْ تَفِيْضُ بِشَوْقٍ طَوِيْلُ

جَمَالُ النَّبِيِّ مَلِيْحٌ عَجِيْبُ
وَ مِنْ حُسْنِهِ الْفَذِّ كَمْ مِنْ قَتِيْلُ

وَ إِنِّيْ لِرَبِّيْ أَقُوْلُ شُعَيْبُ
لِيَغْفِرْ ذُنُوْبِيْ بِحَقِّ الْخَلِيْلُ

جمال النبي مليح عجيب
ومن حسنه الفذّ كم من قتيل

مديح النبي
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

صَلاَةٌ عَلٰى مَنْ جَاءَ بِالْفَضْلِ وَ الْعُلا

وَ بِالعِلْمِ وَالقُرْآنِ وَ النُّوْرِ كَامِلَا

وَ وَقْفٌ لَهُ أَزْكىٰ وَ أَسْنىٰ مَدَائِحِي

اُرِيْدُ قَبُوْلًا مِّنْهُ حَتّٰى اُقَبَّلَا

نَبِيٌّ كَرِيْمٌ رَحْمَةٌ لِلْخَلَائِقِ

وَ قَدْ اُرْسِلَ بَاباً إِلٰى اللّٰهِ مُوْصِلَا

وَ بَدْرٌ هُوَ فِيْ ظُلْمَةِ الْاَرْضِ وَ السَّمَا

سَرىٰ نُوْرُهٗ فِي الْعَالَمِيْنَ وَقَدْ جَلىٰ

جَمِيْلُ الْمُحَيَّا ، صَادِقُ الْوَعْدِ وَالْوَفَا

يُزِيْلُ بِحُكْمِ الْخَالِقِ السُّقْمَ وَالْبَلَا

سَرىٰ حُبُّهٗ فِي الْقَلْبِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

فَأَعْطَانِيَ اللّٰهُ هَذَا تَفَضُّلَا

لَنا اُسْوَةٌ فِیْ ذَاتِہٖ وَ صِفَاتِہٖ

وَ قَدْ مَھّدَ اَعْلامَ دِیْنٍ فَسَھَّلا

وَ إنَّ مِثْلَہٗ کَالشَّمْسِ بَیْنَ الْکَوَاکِبِ

فَلَا رَیْبَ أَنَّ حُسْنَہٗ کَانَ أکْمَلَا

فَلَمّا النّبِیُّ جَاءَ نَا بِالھِدَایَۃِ

بَلغْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ اَعْلیٰ مَنَازِلَا

وَ نُوْرُ الْھُدیٰ قَدْ یَظْھَرُ فِیْ سِمَاتِہٖ

فَفِي سَمْتِہٖ لِلنَّاسِ أسْنیٰ دَلَائِلَا

وَ لَمّا اَتَانَا شَارِحاً لِلْحَقَائِقِ

تَوَلّیٰ ظَلَامُ الْکُفْرِ وَ الشِّرْکِ فَاشِلَا

تَذَکّرْتُ أوْصَافَ النَّبِیِّ الْمُکَرَّمِ

فَقَلْبِیْ بِہٖ اسْویٰ وَ ھَمّیْ بِہٖ انْسَلیٰ

تَشَکّرْ لِرَبِّ الْمُصْطَفیٰ یَا شُعَیْبُ قَدْ

مُنِحْتَ بِہٖ الْإقْبَالَ وَالْفَوْزَ وَالْعُلَا

مدیح النبي

عَلَیهِ الصَّلاۃ وَالسَّلام

اِنِّیۡ اُرِیۡدُ حُبَّ نَبِیءٍ مُکَرَّمِ ۔ مَنۡ وَجۡھُہ یُضِیۡءُ کَشَمۡسٍ و اَنۡجُمِ

قَدۡ جَاءَ بِالۡھِدَایَۃِ مِنۡ خَالِقِ الۡھُدٰی ۔ فِیۡ ذَاکَ رَحۡمَۃٌ وّ دَوَاءُ السَّخَائِمِ

قَدۡ لَاحَ بِالدَّلَائِلِ اَنَّ مُحَمَّداً ۔ بَعۡدَ الۡاِلٰہِ اَفۡضَلُ مَنۡ فِیۡ الۡعَوَالِمِ

وَقۡفٌ لَہٗ مَمَادِحُ قَلۡبِیۡ وَخَاطِرِیۡ ۔ وَاللّٰہِ ذَا طَھَارَۃُ ذَنۡبِیۡ وَ مَاثَمِیۡ

لَمَّا اَتَی الرَّسُوۡلُ لِنَشۡرِ الۡھِدَایَۃِ ۔ اِصۡفَرَّ وَجۡہُ اَھۡلِ اِلٰہٍ مُجَسَّمِ

لا شَکَّ اَنَّہٗ یَتَجَلّٰی جَمَالُہ ۔ فِیۡ الشَّمۡسِ وَالۡھِلَالِ وَ فِیۡ حُسۡنِ بَرۡعُمِ

نَارُ الۡعَدَاوَۃِ انۡطَفَاَتۡ مِنۡ جَمَالِہٖ ۔ وَالۡحَالُ اَنَّھَا اشۡتَعَلَت فِیۡ الۡعَوَالِم

اِنّ النبيَ کَانَ دَعَا لِلۡمُعَانِدِ ۔ لمّا رَمَاہُ عَرۡبَدَۃً بِالۡعَظَائِمِ

اِغۡفِرۡ ذُنُوۡبَ عَبۡدِکَ رَبِّی بِحَقِّ مَنۡ ۔ اَرۡھیٰ ھُدَاکَ لِلۡعَرَبِ وَ الأعَاجِمِ

بَلِّغۡ سَلاَمَ عَبۡدِکَ ھٰذا الۡمُؤَمِّلِ
یَا رَبَّنَا اِلَیۡہِ بِوَصۡفٍ مُعَظَّمِ

مديح النبي

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

ذَهَبَ الظَّلَامُ كَمَا اَتَى بجماله
شَمْسُ الضُّحىٰ بَدْرُ الدُّجى بِكَمَالِهِ

وَ هُوَ الرَّسُوْلُ مُبَارَكًا مُتَكَامِلاً
فَتَحَ الْقُلُوْبَ بِسَمْتِهِ وَخِصَالِهِ

وَهُوَ الْحَبِيْبُ مُحَمَّدٌ يَتَأَسّى بِهِ
كُلُّ الزَّمَان تمسّكًا بِحِبالِهِ

تَتَنَاثَرُ الدُّرَرُ اِذَا يَتَكَلَّمُ
نَشَرَ الهُدٰى لجميعنا بِمقالِهِ

أَخْلاقُه ، أَوْصافُه ، أَطْوَارَهُ
مِنْ كُلّهَا ظَهُرَتْ فَخَامَةُ دَلَالِهِ

نَزَلَ الرَّسُولُ بِرَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ
غَشّى الْخَلِيقَةَ مِنْ كَمَالِ نوَالِهِ

هُوَ سَیّدٌ هُوَ مُجتَبیٰ هُوَ مُصطَفیٰ
لَطُفَتُ جَمِیعُ خِصَالِہٖ وَ خِلالَہٖ

یَا لَیتَ شَعُرِیٰ هَلُ أَنَالُ جَوَارَہٗ
وَ أَفُوُزُ بِالمَرضَاتِ حِیُنَ وِصالِہٖ

فَصَلَاۃٌ خَالِقِنَا عَلَیْہِ تَتَابُعًا
وَعَلیٰ جَمِیعِ رِجَالِہٖ وَعِیَالِہٖ

گلہائے عقیدت
بہ دربارِ رسالت

نعت گوئی کی شرط

دہن عنبر سے بسالوں تو کہوں نعت رسول
عشق سے دل کو جلالوں تو کہوں نعت رسول
نعت گوئی ہے کہاں اور کہاں تو اے شعیبؔ
خود کو پہلے میں مٹالوں تو کہوں نعت رسول

یہ مرے نبی کا مقام ہے

شہہِ انبیاء پہ ہزار بار درود اور سلام ہے
رہے وردِ لب یہی رات دن کہ یہی غلام کا کام ہے

وہ جہالتوں کا زمانہ تھا وہ بغاوتوں کی فضائیں تھیں
مرے مصطفیٰ جہاں آگئے تو نیا ہی دَور و نظام ہے

جو بھی فلسفے و نظام تھے کوئی کھو گیا کوئی مٹ گیا
جو کتاب آپ نے دی ہمیں وہی زندگی کا پیام ہے

سبھی مٹ گئیں یا بدل گئیں جو تھیں انبیاء کی شریعتیں
یہ یقیں کرو شہہِ دوسرا کے پیام ہی کو دوام ہے

جہاں اہلِ شانِ خمیدہ سر، جہاں حکمراں بھی جھکیں وہ دَر
جہاں رفعتیں بھی شکستہ پر، یہ مرے نبی کا مقام ہے

میں پڑا ہوں ہند میں منتظر کہ نصیب ہو مجھے حاضری
یہی میرا شوقِ تمام ہے ،یہی آرزوئے مُدام ہے

دلِ مضطرب کی پکار ہے،مری چشمِ تر کا اشارہ بھی
اے شعیب تیری دوائے دل،یہی دردِ عشق کا جام ہے

عشقِ نبی میں میں جلا بھنا کروں

ہر دم نبیؐ پاک کی مدح و ثناء کروں
جی چاہتا ہے میرا یہی مشغلہ کروں

آتی ہے بات جی میں مرے بار بار یہ
عشقِ رسول میں میں جلا اور بھنا کروں

صورت بھی بے مثال ہے سیرت بھی بے مثال
دونوں جہاں بھی کم ہیں جو ان پر فدا کروں

پھولوں سے کم نہیں ہیں مدینہ کے خار بھی
پھولوں کو پھر وہاں کے کہو کیا کہا کروں

جنت نشان ہے یہ مدینہ کی سر زمیں
مَسکن اُسے میں کاش بنا کر رہا کروں

مقبول ہوگی کوئی بھی نیکی نہ جب تلک
خود کا نہ رخ بہ سوئے رخِ مصطفیٰ کروں

سیرت ہے مصطفیٰ کی پیامِ نجات جب
اے کاش زندگی بھر اُسی پر چلا کروں

کرتے ہیں لوگ کیا کیا مگر میرا ہے خیال
میں عمر بھر اُنھیں کے مناقب لکھا کروں

نسبت شعیب کو ہے جو حاصل حضور سے
تو کیوں غلام ان کا نہ خود کو کہا کروں

آتی ہے بات جی میں مرے بار بار یہ
عشقِ رسول میں میں جلا اور بھنا کروں

مقبول ہوگی کوئی بھی نیکی نہ جب تلک
اپنا میں رخ بہ سوئے رخِ مصطفیٰ کروں

جگانے مصطفیٰ آئے

ہدایت کی ضیاء لے کر جگانے مصطفیٰ آئے
ضلالت کی گھٹاؤں کو ہٹانے مصطفیٰ آئے

نبوت کا علم لیکر رسولِ مصطفیٰ آئے
شریعت کا سبق لے کر سکھانے مصطفیٰ آئے

گنہ گارو بلاشک یہ حقیقت ہے حقیقت ہے
گناہوں کی سیاہی کو مٹانے مصطفیٰ آئے

بغاوت کی فضاؤں میں جہالت کی گھٹاؤں میں
شریعت کی شمع لیکر جلانے مصطفیٰ آئے

براہیمی حقائق کا سلیمانی معارف کا
خلاصہ اور جاں لیکر سُجھانے مصطفیٰ آئے

جلالِ موسویؑ لے کر جما لِ عیسویؑ لے کر
عدالت کی کسوٹی پر جمانے مصطفیٰ آئے

عداوت کا زمانہ تھا، شرافت سے بغاوت تھی
اسی میں پیار و الفت کو سجانے مصطفیٰ آئے

شرافت کے صداقت کے دیانت کے امانت کے
حقائق کو دلوں میں پھر بسانے مصطفیٰ آئے

شعیبؔ ان کے گلی کوچوں سے آتی ہے ندا ہر دم
مٹادے اپنی ہستی کو جِلانے مصطفیٰ آئے

میلاد منانے والوں کا حال

میلاد میں وہ دین کو مسمار کر گئے
وہ گرم کھیل کود کا بازار کر گئے

تحریف دین میں وہ نصاریٰ یہود سے
اک ہاتھ بڑھ کے ان سے بڑا وار کر گئے

عام ہے لطف اے ذی حشم آپ کا

ہر طرف ہے برابر کرم آپ کا
ہر کسی پر ہے دستِ کرم آپ کا
رحمۃُ العالمینی صفت آپ کی
عام ہے لطف اے ذی حشم آپ کا

دُولہا معراج کے آپ ہیں اے نبی
رفعتوں کا نشاں ہے قدم آپ کا
انبیاء ہیں خدا کے بہت سے مگر
ہے لقب تاجدارِ اُمم آپ کا

بادشاہوں کے دربار ہیں بے شمار
پر نرالا ہی دیکھا حرم آپ کا
ملک در ملک آتے گئے زیرِ پا
ہو گیا کُل عرب کُل عجم آپ کا

منبعِ فیض ہے مصدرِ نور ہے
پڑ گیا جس جگہ پر قدم آپ کا

دین پر تم مکمل چلو دوستو !
دین ہے ہر طرح منتظم آپ کا

کامیا بی کھڑی ہے تری منتظر
اے مجاہد اُٹھا لے علم آپ کا

چاہا باطل بہت زیر ہو حق ذرا
پر ذرا بھی ہوا سَر نہ خم آپ کا

مال و زر کی شعیبؔ اب تمنا نہیں
اپنے عاشق کو بس فرطِ غم آپ کا

صلی اللہ علیہ وسلم

لقب لے کے رحمت وہ آئے محمد

مجھے ہو میسر رضائے محمد
مرا شغل گر ہو ثنائے محمد

بنالوں میں سرمہ اگر ہو میسر
مجھے بھی کفِ خاکِ پائے محمد

نبیوں میں یکتا رسولوں میں اونچا
لقب لے کے رحمت وہ آئے محمد

ہوا لرزہ طاری ضلالت کے دل پر
کتابِ الٰہی جو لائے محمد

صلاح وشرافت کی کنجی ہے بیشک
پیامِ خدا اور ادائے محمد

حیاتِ دو روزہ کروں کیا میں قرباں
ہزاروں حیاتیں فدائے محمد

ملے نعت گوئی کا اے کاش موقعہ
جو فردوس میں ہو لقائے محمد

تمنا ہے یارب تو محشور کرنا
قیامت میں زیرِ لوائے محمد

شعیبؔ اس جہاں میں عمر میری گذرے
برائے خدا اور برائے محمد

توحید سے روشن ہوئے

صدقے میں محمد کے اُجالا ہوگیا
ویران جہاں میں گل ولالہ ہوگیا

انسان کو دیا وحیِ الٰہی کا پیام
انسان بھی اب پست سے بالا ہوگیا

جو تابعِ فرمانِ محمد ہوگیا
لاریب کہ ادنیٰ سے وہ اعلیٰ ہوگیا

توحید سے روشن ہوئے لوگوں کے قلوب
تو کفر کا منہ خوف سے کالا ہوگیا

جب نعت کہا وصفِ نبی میں تو شعیب
بخشش کا تیری یہ ایک آلہ ہوگیا

یہی سوزِ دل کی سبیل ہے

جو نبی کے ذکر سے آشنا نہ ہو وہ زبان ذلیل ہے
جو ہو ان کی یاد سے بے خبر بہ یقیں وہ قلب علیل ہے

کیا ہے شان ان کی کسے خبر، ہے کمال ان کا عروج پر
جو کروں میں حمد وثنا بھی گروہ بہت بہت ہی قلیل ہے

وہ ہمارا پاک رسول ہے جو بشیر اور نذیر ہے
وہی انبیاء کا امام ہے جو خدا کا خاص خلیل ہے

یہ چمک جو شمس وقمر میں ہے یہ دمک جو لعل وگہر میں ہے
بخدا مرا یہ یقین ہے کہ وہ عکس روئے جمیل ہے

وہ جو آیا نور چمک اُٹھا جو تھیں ظلمتیں وہ بکھر گئیں
ذرا اب قدم بقدم چلو کہ نجات کی وہ دلیل ہے

سرِ عرش ہے یہ لکھا ہوا میں خدا ہوں اور وہ مرا نبی
یہ بڑا عظیم مقام ہے جو عطاءِ ربِّ جلیل ہے

اے خدا ترے یہ شعیبؔ کی یہی آرزو یہی شوق ہے
مری موت ہو درِ پاک پر یہی سوزِ دل کی سبیل ہے

نبی کا مقدس حرم دیکھ آئے

خدا نے بلایا تو ہم دیکھ آئے ☆ نبی کا مقدس حرم دیکھ آئے

تمنا تھی جس کی زمانہ سے ہم کو ☆ بفضلِ خدا دمبدم دیکھ آئے

نہ پائے گا اس سے حسیں کوئی منظر ☆ کوئی گرچہ باغِ اِرم دیکھ آئے

وحی کا وہ مہبط عجب دلربا ہے ☆ ہم اس کا خصوصی بھرم دیکھ آئے

وہ گنبد کا منظر وہ روضہ کی جالی ☆ ادب سے وہ باچشم نم دیکھ آئے

نبی کی وہ مسجد وہ محراب و منبر ☆ سبھی کو بنظر اَتم دیکھ آئے

وہ جنت کے روضہ کی دلکش فضائیں ☆ نبی کی وہ موجِ کرم دیکھ آئے

مدینہ کے کنکر بھی ایسے ہیں روشن ☆ کہ شمس و قمر کو عدم دیکھ آئے

گواہی دی دل نے ہے اسلام زندہ ☆ جو اسلام کا واں علم دیکھ آئے

یقیناً ہے خوش بخت وہ آنکھ یارو ☆ جو ان کا درِ محترم دیکھ آئے

شعیبؔ انکی تم پر عنایت ہے بے حد ☆ کہ بے سر و ساماں حرم دیکھ آئے

نسخہ مرے دردوں کا

پوچھے نہ کوئی مجھ سے عالم مرے جذبوں کا
ممکن ہے کہاں کہنا الفاظ میں معنوں کا

ہر وقت تصور میں رہنے لگے آقا اب
شاید کہ ملا ہے یہ، ثمرہ مرے نالوں کا

بیمار محبت ہوں، لے جاؤ مجھے طیبہ
اس کے سوا کونسا ہے، نسخہ مرے دردوں کا

انوارِ محمد کی ہر سمت ضیاء پاشی
کرتی ہے صفایا اِن دنیا کے اندھیروں کا

قرآن و شریعت کا جو علم نبی لائے
وہ علم خلاصہ ہے ساری ہی کتابوں کا

قانون و طریقے سب منسوخ ہوئے یکدم
جب لائے مرے آقا سردار نظاموں کا

بخشش کا شعیبؔ اِس میں کیا خوب وسیلہ ہے
اک شعر بھی ہو جائے منظور جو نعتوں کا

رحمت سرکارِ مدینہ کی

کس سے ہو بیاں عظمت ، سرکارِ مدینہ کی
کرتا ہے خدا مدحت ، سرکارِ مدینہ کی

بنتا ہے مقام اس کا ، عظمت کے نشیمن میں
حاصل ہے جسے اُلفت ، سرکارِ مدینہ کی

دشمن کو دعائیں دیں، غیروں پہ نوازش کی
دیکھو تو ذرا رحمت ، سرکارِ مدینہ کی

دیکھا نہیں شاہوں کو ، مبہوت ہوئے کیونکر
اس شان کی ہے شوکت ، سرکارِ مدینہ کی

دو نیم قمر جب ہو اُنگلی کے اشارے سے
کیسی ہے عجب طاقت ، سرکارِ مدینہ کی

معراج میں وہ پہنچے، جب عرش معلّٰی تک
سوچو تو سہی رفعت ، سرکارِ مدینہ کی

اصحابِ پیمبر کا رتبہ ہی سوا دیکھا
حاصل ہے جنھیں صحبت ، سرکارِ مدینہ کی

سیراب کیا جس نے یک گھونٹ سے صدہا کو
کیا خوب ہوئی برکت ، سرکارِ مدینہ کی

شیطان کا ہے بھائی حیوان سے ہے بد تر
کرتا جو نہیں وقعت ، سرکارِ مدینہ کی

باطل کے جھمیلوں سے انساں کو رہائی دی
ادنیٰ سی ہے یہ شفقت ، سرکارِ مدینہ کی

اک خاک کا ذرّہ بھی ہوجائے گہر یک دم
مل جائے اگر نسبت، سرکارِ مدینہ کی

احکامِ شریعت کا تم علم کرو حاصل
بے شک ہے یہی دولت ، سرکارِ مدینہ کی

فرمانِ خدا سن لو محبوب مرا ہے وہ
کرتا رہے جو طاعت ، سرکارِ مدینہ کی

باطل میں کہاں ہمت ، ہم کو جو مٹا ڈالے
گر تھام لیں ہم سنت ، سرکارِ مدینہ کی

کہلایا شعیبؔ ان کا مداح جہاں بھر میں
جب پیش کیا مدحت ، سرکارِ مدینہ کی

خاتم مرسلاں آئے

مصحفِ کبریا لیکر خاتم مرسلاں آئے
اُسوۂ جانفزا لیکر خاتم مرسلاں آئے

رحمۃٌ العالمیں بن کر خاتم مرسلاں آئے
نورِ حق کا دیا لیکر خاتم مرسلاں آئے

خیر اُمت لقب پایا بدّوانِ حجازی نے
جب نصابِ ھُدیٰ لیکر خاتم مرسلاں آئے

وادیوں سے جہالت کی وہ نکلتے گئے جونہی
نسخۂ رہنما لیکر خاتم مرسلاں آئے

بن گئے صاحبِ رشد ومعرفت جو نہ تھے حق پر
جب نظامِ ہدیٰ لیکر خاتم مرسلاں آئے

ظلمتیں چھٹ گئیں ساری ، جگمگایا جہاں سارا
دین کی جب ضیاء لیکر خاتم مرسلا آئے

شرک کا خاتمہ دیکھا بُت کدے گر پڑے جس دم
یک خدا کی صدا لیکر خاتم مرسلاں آئے

شر پسندوں میں آئی تھی انقلابی فضا یکدم
خیر کی کیمیا لیکر خاتم مرسلاں آئے

بے حیائی ہوئی غائب ، نقشۂ زندگی بدلا
جب حیا کی رِدا لیکر خاتم مرسلاں آئے

زورِ باطل ہوا زائل ، اہلِ حق کو زبان آئی
تیغ معجز نما لیکر خاتم مرسلاں آئے

اے شعیب اب کھڑے ہوکر سب میں اعلان کر دینا
مژدۂ دلربا لیکر خاتم مرسلاں آئے

وہ جب اُمی لقب والے

ہوئے حیراں و سرگرداں سبھی علم و ادب والے
قیادت کے لئے آئے وہ جب اُمی لقب والے

ہدایت کی شمع لیکر جو آئے تھے محمد تو
بھٹکتے تھے جہالت میں عجم والے عرب والے

دیا پیغام ربانی پلایا جامِ عرفانی
ہوئے سیراب اُن میں سے جو تھے سچی طلب والے

مریضانِ ضلالت کو ہدایت سے شفا بخشی
تھے جاہل جس سے یہ ہندی و یونانی مطب والے

سنا توحید کا نغمہ ، بتوں نے پڑھ لیا کلمہ
یہ دیکھا تو ہوئے برہم جو تھے غیظ و غضب والے

نبی کے جامِ عرفانی سے سب ہی نے پیا لیکن
ملوث تھے تکبر میں حسب والے نسب والے

تلاوت جو نبی کرتے خدا کے پاک قرآں کی
کہا کرتے تھے وَالْغَوْا فِیْہِ وہ شوروشغب والے

نبی نے عیش و مستی پر لگائی تھی جو پابندی
اسی پر ہوش کھو بیٹھے تھے وہ عیش و طرَب والے

شعیبؔ اہل بغاوت کے بھڑکنے سے نہ گھبرانا
بھڑکتے اور بھڑکاتے ہیں یوں ہی بو لہب والے

تاجدارِ اوّلین و آخریں

ناز کرتی ہے مدینہ کی زمیں — ہیں وہاں پر سرورِ دنیا ودیں
آپ ہیں فخرِ رُسل ختمِ رُسل — محسنِ انسانیت شمعِ یقیں
آپ امام الانبیاء شاہِ اُمم — تاجدارِ اوّلین و آخریں
رحمتوں کا باب ہیں ذاتِ رسول — آپ کا صدقہ ہے یہ دینِ متیں
رفعتوں کا کیا ٹھکانا آپ کی — آپ جو پہنچے تھے تا عرش بریں
روضۂ خضراء کی عظمت کیا کہوں — جس کے ہیں دربان جبریلِ امیں
کر سکے کیا ہمسری کوئی ولی — ان کا ہمسر انبیاء میں بھی نہیں
شہرِ طیبہ میں جو آئے مصطفیٰ — ہر طرف شہنائیاں بجنے لگیں
وہ جو آئے دین کا لیکر چراغ — ظلمتیں ساری ہی، یکدم چھٹ گئیں
جس قدر تارے ہیں اتنی رحمتیں — ہر گھڑی ہوں آپ پر اے شاہِ دیں
پوچھئے گا کیا مدینہ کا جمال — جس کے ذرّے ہیں ستاروں سے حسیں
میں لئے امید بخشش آیا ہوں — یک نظر ہو اے شفیع المذنبیں
کر سکے گا کون نعت ان کی شعیبؔ — وہ تو ہیں ممدوحِ رب العالمیں

سب کچھ آپ ہی کا صدقہ ہے

عقل کی رسائی سے بالا ان کا رتبہ ہے
فرش تا فلک سب کچھ آپ ہی کا صدقہ ہے

لا کلام ہے حُسن ماہتاب پھر بھی وہ
دامنِ نبوت کا ایک داغ لگتا ہے

انبیاء بھی آئے ہیں بے شمار دنیا میں
پر کمال کا حامل آپ ہی کا اُسوہ ہے

کس قدر بلندی تک آپ کی رسائی ہے
کہ جہاں فرشتہ بھی خود کو زیر پاتا ہے

نعت احمد مُرسل کا صلہ یہ کافی ہے
حشر میں وہ فرمادیں یہ شعیبؔ میرا ہے

بالا ہے تصور سے یہ رفتارِ محمد

اللہ کا اقرار ہے اقرار محمد
اللہ کا انکار ہے انکارِ محمد

ہر قولِ محمد میں ہے تاثیرِ ہدایت
سلطانِ فصاحت ہے یہ گفتارِ محمد

ہے اسوۂ احمد میں ہدایت کا خزانہ
اے کاش کہ ہم تھام لیں کردارِ محمد

گزرے ہیں بسا صاحبِ عظمت و سیادت
حاصل ہے کسے شوکتِ دربارِ محمد

بے راہ کو مل جائے ہدایت کی کسوٹی
پڑھ لے گا اگر شوق سے افکارِ محمد

ہر گام زباں پر تھیں ہدایت کی دعائیں
کافر ہوئے جب درپئے آزارِ محمد

روشن ہو ستارہ مری قسمت کا بلا شک
ہو جائے جو رؤیا میں بھی دیدارِ محمد

پل بھر میں ہوئی عرشِ بریں تک جو رسائی
بالا ہے تصور سے یہ رفتارِ محمد

حسرت و تمنا ہے شعیبؔ آنکھ میں ڈالوں
مل جائے اگر خاکِ درِ دارِ محمد

قربِ حق کا راستہ

قربت اگر تو چاہے تو مولیٰ کو یاد کر
دنیا کو چھوڑ اور تو فکر معاد کر
آتا نہیں شعیبؔ کوئی کام حشر میں
اب تو دلِ خراب کو مولا سے شاد کر

عجب یہ کرشمہ دیکھئے

عشق احمد کا عجب یہ کرشمہ دیکھئے
عاشقوں کا عشق میں مر کے جینا دیکھئے

ساقئ رحم و کرم کی عنایت دیکھئے
دشمنوں کو بھی دعاء اور تحفہ دیکھئے

چاند لگتا ہے مجھے پھیکا پھیکا دوستو
جب سے پڑھا مصطفیٰ کا سراپا دیکھئے

ریگ زارِ بطحا پر سارے گلشن ہیں فدا
ہے یہاں کی مٹی بھی رشکِ لالہ دیکھئے

میری آنکھوں میں بسا ہے مدینہ کا سماں
ہے مدینہ کا حرم کیا ہی پیارا دیکھئے

فرش کیا ہے عرش بھی دیکھ آئے مصطفیٰ
ان کا رتبہ خلق سے کتنا ہے بالا دیکھئے

اک اشارہ میں ذرا چاند ٹکرے ہوگیا
اور کافر ہو گئے خوار و رسوا دیکھئے

فتح مکہ جب ہوا کر دئے دشمن رِہا
آپ کے اخلاق تھے کیسے اعلیٰ دیکھئے

اے شعیب امید ہے گر چہ عاصی ہوں بڑا
ہے شفاعت پر مجھے یوں بھروسہ دیکھئے

بہ سوئے طیبہ میں جارہا ہوں

خدائے برتر کے ذکر اطہر سے منہ کو طاہر بنا رہا ہوں
نبی کی یادوں سے قلب اپنا خدا کی خاطر سجا رہا ہوں

خدا کے فضل و کرم سے مجھکو ہے مدح احمد کا شغل حاصل
نبی کی نعتوں کے بند لکھ کر میں جامِ الفت پلا رہا ہوں

نبیٔ رحمت ، رسولِ وحدت بنا کے بھیجا خدا نے ان کو
اُسی نبی کا سنا کے کلمہ بتوں کو ایماں سکھا رہا ہوں

نگاہِ رحمت کی آرزو میں ہے اشک الفت کا بحر جاری
یقیں ہے مجھکو کہ اشکِ الفت سے نارِ دوزخ بجھا رہا ہوں

خدا سے جن کا کٹا تھا رشتہ نبی نے ان سے کہا تھا لوگو!
کہ جام عرفاں لئے ہوئے میں خدا کی جانب بلا رہا ہوں

میں سوئے خضراء چلا تو دل نے کہا یہ جھک کر اے میرے آقا
غلام ہوں میں تمہارا ادنیٰ بہ شوق دیدار آ رہا ہوں

نبی کے روضہ کی دید سے جو بہ فضل ربی ہوئے مشرف
بہ رشک وحسرت میں انکی آنکھوں پہ اپنی نظریں جما رہا ہوں

دراز کر کے جناب باری میں دست عجز و نیاز اپنا
طفیل سے ان کے دل سے اپنے داغِ عصیاں مٹا رہا ہوں

نہ ہوں میں واپس مدینہ جا کر، شعیب دل کی پکار ہے یہ
اسی تمنا کو دل میں لیکر بسوئے طیبہ میں جا رہا ہوں
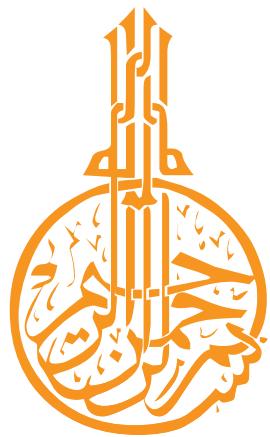
پھر اک بار طیبہ کا سفر ہوتا

میسر مجھ کو پھر اک بار طیبہ کا سفر ہوتا
مقدس گنبدِ خضراء مرے پیشِ نظر ہوتا

نبی کی مسجد و محراب و منبر دیکھتا سب کو
مواجہ پر میں حاضر باادب باچشمِ تر ہوتا

خیالوں میں نبی ہوتے نگاہوں میں حرم ہوتا
زباں پر بھی مرے صلِّ علی شام و سحر ہوتا

مجھے گر خاک روبی اُن کے در کی جو میسر ہو
نصیبے سے غلامِ درگہہِ خیرُ البشر ہوتا

زلیخا بھی جمالِ مصطفیٰ گر دیکھ لیتی تو
بقولِ عائشہ اسکا بھی شق قلب و جگر ہوتا

نبی کے علم و حکمت پر عمل میں چست گر ہم ہوں
جہانِ شرک و باطل یک بیک زیر و زبر ہوتا

شعیب ان کی محبت سے اگر مخمور دل ہوتا
تو تجھ کو ہی میسر رفعتوں پر سے گذر ہوتا
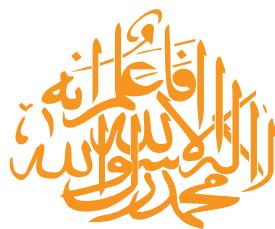
ہوا روشن جہاں سارا

ہوا روشن جہاں سارا محمد سا قمر آیا
ہمیشہ کو چھٹی ظلمت جو وہ نورِ سحر آیا

نبی آئے بہت لیکن محمد ہی ہوئے خاتم
نبوت کے شجر پر اب بہ فضلِ رب ثمر آیا

ہوئی تکمیل دینِ حق ہوئی محفوظ کتابِ رب
حفاظت کا خدائی وعدہ اپنے وقت پر آیا

ضرورت ہے نہ کوئی اس جہاں میں اب نبوت کی
جو اب دعوی کرے اسکا جنون اس کا اُبھر آیا

غلام احمد ہے جھوٹا اپنے دعوے میں نبوت کے
خلل اس میں دماغی تھا سبھی کو یہ نظر آیا

غلام احمد کو جو مانا بلا شک وہ ہوا کافر
اسی کا ہر طرف سے فتویٰ اہلِ بصر آیا

مسلمانو ! نہ چھوڑو تم محمد کا کبھی دامن
وہی ختمِ رسل آیا وہی خیر البشر آیا

بچالے اے خدا دجال کے فتنے سے ہم کو تو
بڑے دجال آئے ہیں زمانہ پُر خطر آیا

شعیبؔ اب دامن احمد سے وابستہ سدا رہنا
ہمیں تو عافیت کا بس یہی ساماں نظر آیا

لئے آخری پیغام ختم رسل آیا

وہ نبیوں میں افضل نام ختم رسل آیا
لئے آخری پیغام ختم رسل آیا

مکمل ہوا دینِ خدا آپ سے بے شک
وہ اللہ کا انعام ختم رسل آیا

ضرورت نہیں قادیانی نبوت کی
کہ لیکر پیامِ تام ختم رسل آیا

بروزی و ظلّی مستقل ختم کرنے کو
نبوت کی سب اقسام ختم رسل آیا

چلو سوئے طیبہ اے شعیبؔ اب حضوری میں
لئے معرفت کا جام ختم رسل آیا

دل کی جلا یادِ محمد ﷺ

ایمان وعمل کی ہے ضیاء یادِ محمد	مؤمن کے لیے دل کی جِلا یادِ محمد
بے چین ہوا دل تو لیا نام نبی میں	لا ریب کہ ہے روح فزا یاد محمد
دعویٰ ہو تجھے عشق نبی کا تو یہ سن لے	عاشق کے لئے آب بقاء یاد محمد
گر پوچھ لے مجھ سے کوئی امت کی دوا کیا	کہدوں گا کہ امت کی دوا یاد محمد
چمکے گا ستارہ مرا عرفاں کے افق پر	دن رات ہو گر کام مرا یاد محمد
ارباب فلک بھی بخدا صلِّ علیٰ سے	کرتے ہیں بصد شوقِ وفا یاد محمد
آتی ہیں شعیب اب مرے دل سے یہ صدائیں	ہر گام کرو یادِ خدا یادِ محمد

نبی کی یاد بس گئی

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا
اسی سے پھر نبی کا عشق قلب میں نہاں ہوا
رموزِ عشق و معرفت کا بحر بھی رواں ہوا
طریق شرع و دین پر عمل بھی اب جواں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

نبیؐ مصطفیٰ کے ہیں مدح سرا یہ عرشیاں
قدم بھی آپکے بشوق چھوتی ہیں بلندیاں
کسی چنیں چناں کا پھر گذر کیا ہوسکے گا یاں
خدا سے خود ہی آپ کا مقام جب بیاں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

جہالتوں کے دَور میں ، ہدایتیں ہیں آپ کی
جہانِ رنگ وبو میں اس ، کرامتیں ہیں آپ کی
پرائے اپنے سب ہی پر، عنایتیں ہیں آپ کی
ظہورِ مصطفیٰ ہوا تو فضلِ بے کراں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

بھٹک رہے تھے انس وجاں ضلالتوں کا زور تھا
بتوں کی حکمرانی تھی ، جہالتوں کا شور تھا
دلوں پہ ان کے پردے تھے ہر ایک فرد کور تھا
اسی میں آئے جو نبی ، تو نور کا سماں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

بلا شبہ تمام انبیاء کے وہ امام ہیں
سبھی سے بڑھ کے آپ خلق میں ذی احترام ہیں
وہ صاحبِ قرآن ہیں ، وہ حاملِ پیام ہیں
وہ لائے دینِ حق تو شرک وکفر کو خزاں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

سلام تم پہ اے منارِ معرفت سلام ہو
اے فخرِ دو جہاں ، اے سیلِ مرحمت سلام ہو
اے وجہ کن فکاں ، اے سرّ عافیت سلام ہو
جو آئے آپ تو جہاں میں نورِ جاوداں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

صلوٰۃ پر سلام پر ثواب بے حساب ہے
نبی کی یاد بے شبہ علاجِ پیچ وتاب ہے
یہ شغل نعتِ مصطفیٰ دوائے لاجواب ہے
شعیبؔ نعتِ مصطفیٰ سے پرُ ضیا جہاں ہوا

نبی کی یاد بس گئی تو دل میں حق عیاں ہوا

مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں؟

خلق میں مثلِ محمد شہہِ خوباں ہے کہاں؟
ساری دنیا میں مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں؟

آپ کا نامِ مقدس مرے دل کا ہے قرار
ذات سے آپ کی حاصل ہوا مؤمن کو وقار
دین سے آپ کے چلتی ہے یہاں باد بہار
بر قرار آپ سے ہے سلسلۂ لیل و نہار

مدحُ و تعریف مری آپکے شایاں ہے کہاں
ساری دنیا میں مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں

آپ ہیں ختمِ رُسُل نورِ اَزَل شمعِ ہدٰی
ہادئ عربُ عجم شاہِ اُمم خیرِ وریٰ
باعثِ کُن فَیَکُن شمسِ ضحیٰ بدرِ دُجیٰ
شافعِ روزِ جزا شرحِ قرآں سرِّ خدا

سوچ لو ان سوا مہر درخشاں ہے ل
ساری دنیا میں مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں

برکتِ احمد مُرسل سے ملا حق کا پیام
آپ ہیں نورِ نبوت کے لیے فصِّ خِتام
آپ نے ہی تو دیا ہے ہمیں جینے کا نظام
آپ ہیں نورِ خدا نورِ ہدی نورِ سلام

ذاتِ احمد کے سوا مظہرِ یزداں ہے کہاں
سار ی دنیا میں مثالِ رُخِ تابا ہے کہاں

پیروی میں ہے محمد کی مسلماں کاشَرَف
زندگی میں یہی دولت و گہر اور صَدَف
رفعتیں پاتے اسی سے تھے بزرگانِ سَلَف
جو اطاعت سے مڑا اس کے لیے بارِ خَزَف

جُز اطاعت ہمیں اب زیست کاساماں ہے کہاں
ساری دنیا میں مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں

معدنِ جُود و سخا مظہرِ کردار ہیں آپ
مشعلِ رُشد و ہدیٰ مطلعِ انوار ہیں آپ
پیکر خلقِ حَسن خلق کے غم خوار ہیں آپ
اے شعیبؔ اس دلِ بیمار کے دالدار ہیں آپ

تو بتا مثلِ نبیؐ چشمۂ فیضاں ہے کہاں
ساری دنیامیں مثالِ رُخِ تاباں ہے کہاں

شانِ خیرالبشر

سب کے سب دیدہ ور دیکھتے رہ گئے
شانِ خیرالبشر دیکھتے رہ گئے

حُسنِ احمد کی جلوہ طرازی ہے خوب
جس کو شمس و قمر دیکھتے رہ گئے

عرش پر جو گئے آپ تو جبرئیل
رفعتوں پر گذر دیکھتے رہ گئے

سبز گنبد پہ انوار کی بارشیں
ہم تو شام و سحر دیکھتے رہ گئے

آپ نے ہم کو قانون ایسا دیا
سارے اہلِ نظر دیکھتے رہ گئے

دشمنوں نے بہت سازشیں کیں مگر
سب کو ہم بے اثر دیکھتے رہ گئے

گھر سے نکلے وہ ہجرت کی شب تو شریر
کچھ اِدھر کچھ اُدھر دیکھتے رہ گئے

آپ توحید کا جونہی لائے پیام
کفر کو دَر بدَر دیکھتے رہ گئے

عشقِ احمد سے لبریز دل کو شعیبؔ
ہم تو با چشمِ تر دیکھتے رہ گئے

رحمتِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

شانِ صلّ علی دیکھتے رہ گئے
حُسنِ بے انتہاء دیکھتے رہ گئے

ان کی سیرت و تاریخ پڑھ پڑھ کے ہم
نقشۂ دلربا دیکھتے رہ گئے

عرش پر آپ پہنچے جو معراج میں
تو تمام انبیاء دیکھتے رہ گئے

ہم نے روضہ کی جالی پہ ڈالی نگاہ
تو ادب کی وہ جا دیکھتے رہ گئے

جب دعاؤں سے گالی کا بھیجا جواب
رحمتِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

درسِ توحید سُن کر کہ کفار سب
کفر کا خاتمہ دیکھتے رہ گئے

سر نِگوں فتحِ مکہ میں سارے عرب
آپ کا دبدبہ دیکھتے رہ گئے

جو ستاتے رہے عمر بھر وہ بھی آج
ان کی شانِ عطا دیکھتے رہ گئے

نعتِ احمد کہی تُو نے جب اے شعیبؔ
سب ہی حسرت زدہ دیکھتے رہ گئے

چمکتے ہیں در و بامِ رسول

میرے سینے میں چمکتے ہیں درُ و بامِ رسول
یاد آتے ہیں سُہانے سے وہ ایّام رسول

بن گیا ہے میرا دل بھی کسی لائق تو ضرور
خانۂ دل میں ہے آباد مرے نامِ رسول

مرتبہ ان کا کہاں جان سکے کوئی بشر
جب کہ خود رب جہاں بھی کرے اکرامِ رسول

اک نظر میں ہوئی کفارِ عرب کی تسخیر
پھر سمجھ لو ذرا تم شوکتِ اِقدامِ رسول

آپ کرتے رہے ہر گام دعا ان کے لیے
مشغلہ ہی بڑا جن کا رہا دشنامِ رسول

ارض و افلاک کا عالم ہے کہاں کا عالم
اصل عالم ہے وہی عالمِ پیغامِ رسول

دین کی شکل میں قرآن کی صورت میں ہمیں
مل گیا ہے بقسم خوب ہی انعامِ رسول

ذکروطاعت کبھی دعوت کبھی اصلاح وخطاب
عمر بھرجان سے کرتے رہے یہ کام رسول

سر جھکانا یہاں آنکھوں کو بِچھانا ذرا تم
اے مسافر یہیں فرماتے ہیں آرام رسول

شانِ اصحابِ پیمبر ہے رسائی سے بعید
تربیت کرتے رہے جن کی وہ ہر گام رسول

یومِ محشر کبھی تجھ کو نہ لگے پیاس شعیبؔ
گر پلادیں تجھے کوثر کاوہ یک جامِ رسول

جب ذکرِ محمد ہوتا ہے

جب ذکرِ محمد ہوتا ہے رحمت کی گھٹائیں چھاتی ہیں
سرکارِ مدینہ کے دم سے دنیامیں بہاریں آتی ہیں

خورشید نبوت جو آیا فیضانِ نبوت بَر لایا
خورشیدِکی کرنیں اب ہردم انوارِ خدا برساتی ہیں

اخلاق و دیانت کی شمعیں آقا نے مرے روشن جو کیں
ادراک کو حیراں کرتی ہیں نظروں میں ضیا چمکاتی ہیں

اعجاز نما پیکر اُن کا ، چہرہ ہے کُھلا مُصحف جیسا
کردار بلند ایسا جس سے اقوام ہدایت پاتی ہیں

جب دردِ محبت اُٹھتاہے میں ذکرِ نبی کرلیتا ہوں
یادیں ہی نبی کی اِس دل کاسامانِ تسلی لاتی ہیں

بطحا کے نظاروں کا دلکش منظر ہی بسا ہے آنکھوں میں
جنت کی بہاریں بھی جس پر قربان و فدا ہوجاتی ہیں

جب نعتِ محمد لکھتے ہیں راتوں میں شعیبؔ اُن کے عاشق
محسوس وہ کرتے ہیں ساری ظلمات بکھرتی جاتی ہیں

رہے نسبت کسی صورت

شہِ لولاک سے مجھ کو رہے نسبت کسی صورت
الٰہی اِس کی کردے تو کوئی صورت کسی صورت

جدائی کا برابر غم بسا ہے قلب میں میرے
مجھے ہو کاش حاصل ان سے کچھ قربت کسی صورت

یہ علم وآگہی ہے صدقۂ اُمی لقب ورنہ
کبھی انسانیت پاتی نہ یہ حکمت کسی صورت

اگر امت چلے سنت کی راہوں پر عجب کیا ہے؟
ملے اس کو نئی شان ونئی شوکت کسی صورت

ہماری زندگی ڈھل جائے گر قرآن وسنت پر
نہ دیکھیں ہم کبھی دنیا میں کچھ ذلت کسی صورت

غمِ عشقِ نبی جس دل کو مضطر کردیا ہمدم
وہ آخر کار پالے گا بڑی راحت کسی صورت

شعیبؔ اس کو ولایت کی ہوا بھی کچھ نہیں لگتی
جو اپناتا نہیں ان کی کبھی سنت کسی صورت

تاریکئ جہاں میں ہے تنویر آپ سے

تاریکئ جہاں میں ہے تنویر آپ سے	گونجی خدا کے نام کی تکبیر آپ سے
عرب و عجم میں دینِ ہدیٰ پھیلتا گیا	جب سے دلوں کی ہوگئی تسخیر آپ سے
آمد جو آپ کی ہوئی قرآن کو لئے	اسلام کا محل ہوا تعمیر آپ سے
کردیجئے خدا سے سفارش شہہِ رُسُل	بنتی ہے اہل ایماں کی تقدیر آپ سے
چوں کہ کہا ہے حق نے عَلَیْنَا بَیَانَهٗ	ظاہر ہوئی قرآن کی تفسیر آپ سے
کفار ہوتے محو تحیّر و دم بخود	سنتے وہ جب بلاغتِ تعبیر آپ سے
برکت ہے اے شعیبؔ یہ نعتِ رسول کی	تو ہوگیا جو لائق تشہیر آپ سے

صدقے میں ان کے دربار چمکے

صدقے میں ان کے دربار چمکے
کہسار چمکے گلزار چمکے

لاکھوں پیمبر آئے تھے لیکن
ان میں سے مدنی سرکار چمکے

اُترا حراء میں قرآں جواُن پر
دینِ خداکے آثار چمکے

آمدسے ان کی باطل جو بھاگا
ظلمت کدے میں انوار چمکے

حاصل جنھیں تھی ان کی رفاقت
ان کے علوم و افکار چمکے

جب عشقِ احمد دل میں سمایا
دل میں مرے بھی اسرار چمکے

سنت پہ ان کی قرباں ہوئے جو
ان کی ادا اور گفتار چمکے

جب نعت گوئی شیوہ کیا میں
میرے نصیبے سو بار چمکے

جب راہِ الفت میں عشق رویا
اشکِ محبت ہر بار چمکے

دشمن کے پتھر کھا کر دعاء دی
اس طور ان کے کردار چمکے

یہ ہے شعیبؔ اِن نعتوں کا صدقہ
گھر گھر جو تیرے اشعار چمکے

اے کاش کہ تعریفِ نبی میرا ہُنر ہو

اوصافِ محمد کے سمجھنے کو نظر ہو
نعتوں میں مری عشقِ محمد کا اثر ہو

تعریفِ نبی میں ہے خفی حمدِ خدا بھی
اے کاش کہ تعریفِ نبی میرا ہُنر ہو

مسلم پہ صَد افسوس کہ سیرت سے ہے جاہل
کیسا ہے وہ مسلم جِسے اس کی نہ خبر ہو

ہو جائے زیارت رُخِ انور کی مجھے گر
واللہ کہ ہر روز مری شام سحر ہو

سیرت ہی سے چمکے گا ہمارا بھی مقدر
جیسے کہ ہوا شمس سے روشن یہ قمر ہو

سنت سے ہو وابستہ جو ملّت تو یقیناً
ہر آن ثمردار یہ ملّت کا شجر ہو

چھوڑو نہ نبی کا کہیں دامن مرے بھائی!
اس راہ میں گرچہ کوئی نقصان و ضرر ہو

گر عشقِ محمد کی ضیا پاش کِرَن ہو
تو دل بخدا شاہِ دِلاں رشکِ گُہر ہو

مل جائے تجھے گر اے شعیبؔ ان کی محبت
تو دل میں ترے نور بسا مثل قمر ہو

جہاں رفعتیں ہیں جھکی جھکی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

ترا وصف مجھ سے بیاں ہو، نہیں ایسی پاک زباں مری
تری نعت میرا قلم کرے، یہ محض ہے خواب وخیال ہی
ہے مقام تیرا عظیم تر ، جہاں جاسکا نہ مَلک کوئی
مرے دل سے آئی مجھے صدا ، کہاں تو حقیر کہاں نبی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تری رفعتوں کی یہ شان ہے کہ ہیں شرمسار بلندیاں
یہ قمر یہ شمس سبھی میں ہیں ترے حسن کی ہی تجلیاں
بہ اُدب سلام کہا کریں، تری بارگاہ میں قدسیاں
ترا عشق جو مجھے مل گیا، یہی میرا حاصل زندگی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

شہِ دوجہاں تری برکتوں سے مدینہ شہر امن بنا
تری کیا نظر وہاں پڑ گئی کہ وہ بے مثال چمن بنا
کیاہے شانِ شہرِ مدینہ جو ، ترا آخری وہ وطن بنا
بخدا یہ شہرہے وہ جگہ ، جہاں رفعتیں ہیں جُھکی جُھکی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تو شہِ عرب تو شہِ عجم ، تو ہی رمز رازِ حیات ہے
تری پیروی میں رضائے رب ، ترا دین راہِ نجات ہے
ترا ذکر میری دوائے دل ، ترا عشق وجہِ ثبات ہے
ترے اُسوۂ حسنہ ہی سے بخدا ملی ہمیں روشنی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تری شان کس سے بیان ہو توحبیبِ ربِّ انام ہے
بقسم عروج عروج ہی تری منزل اور مقام ہے
ترا معجزہ ہے کہ ہرجگہ ترے عاشقوں کابھی نام ہے
ترے عاشقوں میں شعیب ہو، یہی میرے دل کی بڑی خوشی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ ، کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

دونوں جہاں سے کم نہیں

عشقِ احمد دولتِ کون و مکان سے کم نہیں
نامِ احمد کا مزہ دونوں جہاں سے کم نہیں

درگذر رحم و کرم دستِ عطاسب بے نظیر
شانِ رحمت ان کی بحرِ بے کراں سے کم نہیں

بوریئے کابسترا "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" شان تھی
فقروفاقہ آپ کا نازِ شہاں سے کم نہیں

فکرِامت آپ کو ہردم گھُلاتا ہی رہا
آپ کاامت کاغم کوہِ گراں سے کم نہیں

حُسنِ یوسف سے بھی بڑھ کران تھاحسن وجمال
اورسُن لو بے شبہ شمسِ تپاں سے کم نہیں

عجزوخاکی آہ وزاری خوفِ مولیٰ بے مثال
ہراداسیرت کی نقشِ جاوِداں سے کم نہیں

جب ہیں جبریل انکی دربانی پہ نازاں تو شعیبؔ
مرتبہ بالاہے کچھ کرّوبیاں سے کم نہیں

لب پہ سجالوں نام محمد

لب پہ سجالوں نامِ محمد ، دل میں بسالوں روئے محمد
ہاتھ میں لے لوں شرع محمد ، رُخ ہو مرا بس سوئے محمد

نام ہے پیارا ، ذات ہے عالی ، حسن ہے یکتا ، وصف مثالی
روئے زمیں ہی اس سے ہے خالی ، جو ہو مثیلِ خوئے محمد

خُلقِ محمد کیا کہئے گا ، خَلق ہوئی مسحور و شیدا
باغی و کافر کہتے رہے یہ ، سب سے بڑا جادوئے محمد

چشم تمنا میری بہائے ، صبح و مسا آنسوئے محبت
کاش سفر ہو میرا اُدھر کو ، اور وطن ہو کوئے محمد

خلق خدا میں ان کے برابر ، کوئی نہیں ہے ، کوئی نہ ہوگا
چھان کے آئیں گرچہ جہاں میں، سارے ہی انساں خوئے محمد

شرم سے پانی لعل و گہر ہیں، سر ہیں جھکائے لالہ و گل بھی
حسن ہے ان میں حسن محمد ، بو ہے اگر تو بوئے محمد

عشق نبی کا مارا ہوا ہے ، بندہ شعیب اب رحم تو کردو
میری دواء ہے صرف یہی اب ، جا رہوں با پہلوئے محمد

سب پہ وہ رحمت لٹا گیا

سارے جہاں میں نور کا بادل ہی چھا گیا
آیا نبی تو ساتھ میں قرآں بھی آگیا

وہ جامِ معرفت بھی سبھی کو پلا گیا
رب سے کٹے ہوؤں کو وہ رب سے ملا گیا

شانِ کرم تو رحمتِ عالم کی دیکھئے
اپنے پرائے سب پہ وہ رحمت لٹا گیا

دنیا میں لوگ ظلم و جہالت میں طاق تھے
دینِ رسول علم کی راہیں بتا گیا

سانچہ میں ڈھل گئے وہ محبت کے یک بیک
خاروں پہ دشمنوں کو جو غنچہ دیا گیا

دورِ عمر میں دی ہے اذاں جو بلال نے
چیخیں نکل گئیں جو محمد سُنا گیا

ذہنوں میں کفروشرک کی قائم تھی برتری
ان کا ظہور کفر کی طاقت مٹا گیا

عشقِ رسول سے مجھے عشقِ خدا ملا
فرض وسُنن کی دین کہ یہ سب دیا گیا

لگتا نہیں ہے قلب شعیبؔ اب مرا یہاں
جب سے مجھے خیال مدینہ دکھا گیا

السلام اے نبوت کے ماہِ تمام

السلام اے نبوت کے ماہِ تمام
السلام اے کہ ہیں انبیاء کے امام
السلام اے کہ جن کا ہے عالم غلام
السلام اے شہِ انس وجاں نورِتام

ہرگھڑی اور ہردم اے خیر الانام
تم پہ بے حد درود اوربےحد سلام

آپ کی ذات ہے شاہِ دنیا و دیں
فخرِ انسانیت رحمۃ العالمیں
سرورِ انبیاء خاتم المرسلیں
خلق میں جن کا ہمسر ہے کوئی نہیں

ہرگھڑی اور ہردم اے خیر الانام
تم پہ بے حد درود اوربےحد سلام

جانِ ایمان ہیں روحِ عرفاں ہیں آپ
راحتِ جانِ من غم کا درماں ہیں آپ
کعبۂ جانِ مَن شاہِ خوباں ہیں آپ
مقصدِ حرف کُن ظلِّ رحماں ہیں آپ

ہر گھڑی اور ہر دم اے خیر الا نام
تم پہ بے حد درود اور بے حد سلام

ہر طرف چھائی تھی ظلمتِ خونخوار
جہل و غفلت کے انسان تھے سب شکار
ہو چکے تھے صحائف بھی سب تار تار
آپ جو آئے تو چھٹ گیا سب غبار

ہر گھڑی اور ہر دم اے خیر الا نام
تم پہ بے حد درود اور بے حد سلام

کفر کی شرک کی فِسق کی تھی گھٹا
اور ضلالت تھی چھائی ہدایت کی جا
جانتا تھا نہ کوئی صداقت ہے کیا
آپ آئے تو گلشن یہ روشن ہوا

ہرگھڑی اور ہردم اے خیر الاَنام
تم پہ بے حد درود اور بے حدسلام

ہر سخن معتبر ہر نظر کیمیا
ہر قدم حق نما ہر ادا معجزہ
ہر عمل مستند ہر سکوں جانفزا
ہو ہنسی یا غضب ہر صفت رہنما

ہرگھڑی اور ہردم اے خیر الاَنام
تم پہ بے حد درود اور بے حدسلام

مرتبہ آپ کا عقل سے ماورا
خلق سب بالیقیں آپ کی خاکِ پا
آپ ہیں کشتیِ دین کے ناخدا
آپ ہیں مصطفیٰ آپ ہیں مجتبیٰ

ہرگھڑی اور ہردم اے خیر الاَنام
تم پہ بے حد درود اور بے حد سلام

ذات ہے آپ کی خالی از نقص وعیب
نقش کردار ہے آپ کا دیدہ زیب
ہے یہی کامیابی بلاشک وریب
گر تو قربان ہو آپ پر اے شعیبؔ

ہر گھڑی اور ہر دم اے خیر الانام
تم پہ بے حد درود اور بے حد سلام

کچھ عشق تقاضا کرتا ہے

کچھ عشق تقاضا کرتا ہے ، کچھ شوق اٹھا ہے جذبوں میں
اوصاف محمد لکھتا ہی رہوں ، دن رات میں اپنی نعتوں میں

حیرت ہے فصاحت کو ان پر ، ہیں غرقِ تحیر نُطق و قلم
کس طرح بیاں ہو شانِ نبی ؟ یارا ہی نہیں ان ساروں میں

جو حسن ملا آقا کو مرے ، واللہ کہ وہ لا ثانی ہے
بے شک ہیں بشر وہ پَر ان کا، ثانی ہے کہاں انسانوں میں

دشمن کی عداوت جاتی رہی ، کفار کے سر بھی جھکنے لگے
اخلاق تھے پاکیزہ ایسے ، جادو کا اثر تھا باتوں میں

عزت و شرافت میں عالی ، اخلاق و صداقت میں بھاری
ڈھونڈیں تو مثال ان کی لوگو! ،مفقود ہے اربوں کھربوں میں

عرفان کی بارش برسائی ، آداب و معارف سکھلائے
فیضان محمد سے ہادی ، تیار ہوئے بے راہوں میں

دنیا سے جہالت دور ہوئی اور علم کا دریا جاری ہوا
ہر فن کے ہوئے اربابِ نظر، اونٹوں کے ہنکانے والوں میں

کفارِ عرب چھپ چھپ کر ہی ، سنتے تھے تلاوت آقا سے
مسحور ہوا کرتے تھے وہ ، ایسا تھا اثر اِن پاروں میں

خواہش و تمنا ہے یہ مری ،مدت سے بڑی دل ہی دل میں
میرا بھی شعیب اب نام ملے، سرکار کے ہی دیوانوں میں

مدینہ کا سماں دیکھا

مسرت ہے مجھے میں نے مدینہ کا سماں دیکھا
مجھے ہے ناز کہ بطحا کی زمیں دیکھی زماں دیکھا

سکوں سے پُر فضائیں تھیں، عجب ہی وہ بہاریں تھیں
نہیں دیکھا کہیں منظر، جو منظر میں وہاں دیکھا

رکوع و سجدہ و تکبیر کا عالم نہ پوچھو تم
زمیں پر ہم نے بھی عرشِ بریں کا لطف واں دیکھا

اذانوں میں نمازوں میں تلاوت میں جماعت میں
عجب شوق ومحبت سے بھری بے تابیاں دیکھا

زیارت روضۃ الجنہ کی جب حاصل ہوئی مجھکو
کہا دل نے کہ میں نے بُقعۂ رشکِ جناں دیکھا

میں پہنچا روضۂ خضرا پہ تو آئی ندا مجھ کو
زہے قسمت کہ تو نے درگہہِ شاہِ شہاں دیکھا

شجر ہو یا حجر دیوار ہو یا در حقیقت میں
وہاں پر ذکرِ رب ہر چیز کے نوکِ زباں دیکھا

یہ ہے دربار محبوب خدا ہر دم ادب رکھو
سلاطیں کیا یہاں تو سرنگوں میں قدسیاں دیکھا

ہوئی خواہش شعیب اس کی یہیں ہوتا مرا مدفن
بقیعِ پاک کا جب منظرِ جنت نشاں دیکھا

آپ کا اعلیٰ مقام اچھا لگا

میں بھی احمد کے غلاموں میں غلام اچھا لگا
عاشقوں میں ان کے یک میرا بھی نام اچھا لگا

پڑھ چکا ہوں میں ادیبوں کا کلامِ پُر بہار
پر مجھے اللہ کا معجز کلام اچھا لگا

کرسکی تہذیب نَو خیرہ نہ میری آنکھ کو
مجھ کو تو اسلام کا سچا نظام اچھا لگا

ہر طرف ہے علم و فن کا غلغلہ دنیا میں آج
پر ہمیں قران و سنت کا پیام اچھا لگا

ہم نے یارو بادشاہوں کے محل دیکھے بہت
دل کو لیکن آپ کا دار السلام اچھا لگا

انبیاء تھے سب کے سب برتر و بالا بالیقیں
اور ان میں آپ کا اعلیٰ مقام اچھا لگا

زندگی اپنی بنانے کے لئے مجھ کو شعیب
احمدِ مختار کا نقشِ تمام اچھا لگا

نازشِ انس و جاں

بلا شک ہیں فخر رسولاں محمد
ہیں عالَم کی جاں ماہ تاباں محمد
غموں اور دردوں کا درماں محمد
فدا جن پہ لعل بدخشاں محمد

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

مٹائی جہالت کی ظلمت جہاں سے
ہٹائی گھٹائے ضلالت یہاں سے
نکالی شرارت زمین و زماں سے
کیا جس نے یہ کام دل اور جاں سے

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

بلندی عطا کی ہے جس نے نظر کو
جلا دی ہے جس نے علوم و ہنر کو
نوازا ہدایت سے جن و بشر کو
کیا جس نے روشن ہے قلب و جگر کو

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

شفیع الوری جن کا قدسی لقب ہے
وہ جن کے قدم پر عجم ہے عرب ہے
قریشی و عربی معزز نسب ہے
وہ جن کا کہ فرمان فرمانِ رب ہے

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

پسینہ ہے جن کا شہے مشک و عنبر
ہیں دندان جن کے گہر سے بھی بہتر
ہے فضلہ بھی جن کا شفاء اور مطہر
سراپا ہے جن کا معطر معطر

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

ہوا تھا اشارے سے جن کے قمر شق
ہوئی نہر انگلی سے جاری وہ برحق
سحر کی چمک ہے انھیں سے تو مشتق
اُنھیں سے حلاوت ثمر میں محقق

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

شعیب التجا کر رہا ہوں خدا سے
مجھے جو ملا ہے ملا ہے دعا سے
نبی کی محبت تو دے دے عطا سے
مٹا دوں مری جان ان پر وفا سے

وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد
وہ پیارے محمد وہ پیارے محمد

آئے محمد تو چھائی ہے رحمت

آئے محمد تو چھائی ہے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
سارے جہانوں پہ رب کی ہے نعمت صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت وصورت دونوں میں جنکا ثانی نہیں ہے ثانی نہیں ہے
شاہِ مدینہ کی یہ عظمت صلی اللہ علیہ وسلم

شمس وقمر نے ارض وسماء نے ان کی نبوت کی دی ہے گواہی
ہر شئے سے ظاہر ہے ان کی صداقت صلی اللہ علیہ وسلم

سورج سے روشن نبی کا تھا چہرہ معجز نما تھا جن کا سراپا
لے کر وہ آئے ایسی کرامت صلی اللہ علیہ وسلم

رب نے کہا ہے سن لو اے لوگو ! میرا وہی ہے میرا وہی ہے
میرے نبی کی جو کرتا ہے طاعت صلی اللہ علیہ وسلم

جس دل میں ان کی محبت نہیں ہے ہرگز ہرگز وہ مؤمن نہیں ہے
معراجِ ایماں ہے ان کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

دشمن جو دیتا گالی برابر آقا بھی دیتے دعائیں سراسر
آقا کی میرے یہ ہے شرافت صلی اللہ علیہ وسلم

باتوں سے انکی دل موم ہوتے اخلاق ایسے کہ دل جیت لیتے
واللہ یہ ہے اعجازِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی غلامی میں داخل وہ کر لیں در پر وہ اپنے مجھکو بلا لیں
تو جگمگائے شعیب اپنی قسمت صلی اللہ علیہ وسلم

سوار ہو تو سوار ایسا

دل حزیں کو سکوں کہاں ہے لگا ہے بس انتظار ایسا
دِیارِ طیبہ خیال میں جب بسا ہے بے اختیار ایسا

نہ جانے کیوں بڑھتی جارہی ہے یہ بے قراری یہ اشکباری
بلالو آقا رہوں گا کب تک ادھر ادھر بے قرار ایسا

مئے محبت غذا ہے میری خمار اس کا دوا ہے میری
شراب ہو تو شراب ایسی خمار ہو تو خمار ایسا

زباں بیاں کی حدوں سے باہر خیال وطن کی پہنچ سے باہر
مرے نبی کا مقام ایسا مرے نبی کا وقار ایسا

دیار اقدس کا خار مجھ کو لگے ہے پیارا گُلوں سے بہتر
وہاں کے گُل کو کہو گے تم کیا کہ جب وہاں کا ہے خار ایسا

براق پر سوئے عرش آقا چلے تو کہنے لگے ملائک
سواری ہو تو سواری ایسی سوار ہو تو سوار ایسا

جو جان مانگی تو جان دیدی صحابہ ان پر فدا تھے ایسے
کہاں کسی کو ہوا میسر زمانے میں جانثار ایسا

جو راہ حق سے تھے دور وہ خود امام دنیا ہوئے یقیناً
جو آپ آئے تو خوب لائے زمانے بھر میں نکھار ایسا

شعیبؔ تجھ کو اگر تمنا ہے سبز گنبد کی ہو زیارت
تو خود کو قابل بنالے ایسا تو دل کو اپنے سنوار ایسا

خیرالوریٰ کا نام

ایماں فروز نام ہے خیر الوریٰ کا نام
پیغام زندگی ہے مرے مصطفیٰ کا نام

سیرت نبیؐ پاک کی قرآن کا ہے عکس
قرآن کیا ہے؟ آپ کی اک اک ادا کا نام

آماج گاہِ ظلم و ستم تھی یہ کائنات
دنیا نے آپ ہی سے تو سیکھا وفا کا نام

غار حرا میں آپ عبادت کو جو گئے
روشن جہاں میں ہو گیا غار حرا کا نام

بھولے ہوئے تھے اہل جہاں انبیاء کا دین
زندہ ہوا ہی آپ سے ہے انبیاء کا نام

شاہان کرّ و فر ہوئے جاتے تھے سرنگوں
سنتے تھے جب رسول کے ادنیٰ گدا کا نام

یہ بھی تو ہیں نبی ہی کی برکات اے شعیب
عرفانِ حق ملا ہمیں اور یہ خدا کا نام

نظمیں

صدائے فطرت

اُٹھی ہے دل سے صدائے فطرت کہ تجھ پہ جان وجگر مٹاؤں
یہی تمنا مری ہے یا رب تجھی پہ سب کچھ مرا لٹاؤں

مری عبادت مری ریاضت عطا ہے تیری اے میرے مولا
کمال میرا نہیں ہے کچھ بھی تو شان اپنی میں کیا جتاؤں

یہاں کی راحت نہیں ہے راحت یہاں کی دولت نہیں ہے دولت
یہ فانی دنیا کہاں ہے لائق کہ اپنا مسکن اِسے بناؤں

جو زندگی مختصر سی لایا وہ گھٹ رہی ہے ہر آن پیہم
بتا اے ہمدم عمر کے گھٹنے پہ برتھ ڈے پھر میں کیا مناؤں

کوئی ہو ناراض کوئی راضی کیا فرق پڑتا ہے زندگی پر
رضا تو اصلی رضا ہے رب کی میں پھر اُسی کو نہ کیوں مناؤں

اے میرے مولا اے میرے آقا سوائے تیرے ہے کون میرا
تو اپنے در سے نکال دے گر بتا اے شاہا کدھر میں جاؤں

ہماری خاطر بنایا رب نے یہ ساری خلقتِ یہ سارا عالم
غلام دنیا کے آگے جھک کر میں خود مقام اپنا کیوں گھٹاؤں

بہ فیضِ مرشد سمجھ میں آیا فقط تڑپنا ہے کام اپنا
یہ اب ارادہ ہے یادِ حق میں میں آنسو شام و سحر بہاؤں

میں بحرِ الفت میں غوطہ زن ہوں کدھر ہے ساحل خبر نہیں ہے
مگر ملا ہے سکون ایسا شعیب تجھ کو میں کیا بتاؤں؟

مناقبِ قرآن حکیم

ساری دنیا کے لئے راہِ ہُدیٰ ہے قرآں
اہل دیں کے لئے قدرت کی عطا ہے قرآں

معدنِ علم و حِکَم مخزنِ اسرار و رموز
منبعِ رُشد و ھدی اور شفاء ہے قرآں

نورِ توحید ہوا برکتِ قرآں سے تمام
بزمِ امکان کے لئے نورِ و ضیاء ہے قرآں

ہوگئے اہلِ عرب جس کی بلاغت پہ نثار
سحر انگیز وہ پیغام حرا ہے قرآں

ہو گئے قوم کے رہبر وہ عرب کے دہقاں
سوچ کر تو ہی بتا چیز بھی کیا ہے قرآں

ذاتِ حق کا دیا عرفان اسی قرآں نے
شک نہیں چشمۂ عرفانِ خدا ہے قرآں

سرنگوں کفر کی طاقت ہو گئی پیشِ قرآں
بے شبہ معجزۂ ربِّ عُلیٰ ہے قرآں

آندھیاں کفر کی ہرگز جسے گل کر نہ سکیں
شانِ اعجاز کا حامل وہ دِیا ہے قرآں

حق کا محبوب ہوا قاریٔ قرآں بے شک
اپنے قاری کے لئے آبِ بقاء ہے قرآں

شوق دیدارِ خدا ہو تو تلاوت ہو مُدام
مالکِ عرش کا یہ جلوہ نما ہے قرآں

رہ گزر ہے نہیں باطل کے لئے جس کے قریب
وہ حقائق و معارف کی نوا ہے قرآں

تم بھی پڑھ لو ذرا تاریخِ عروج و اِدبار
قوم کا فلسفۂ ہست و فنا ہے قرآں

نورِ قرآن سے کر قلب کو روشن تو شعیبؔ
اہلِ عرفاں کی غذاء اور دواء ہے قرآں

پیغامِ توحید و سنت

جو سر خدا کے در پر دل سے جھکا نہیں ہے
اس کے لئے کہیں بھی رب کی رضا نہیں ہے

سجدہ کرو تم اس کو معبود ہے جو سب کا
جھکنے کو در کسی کا اس کے سوا نہیں ہے

غوث و قطب سبھی ہیں ادنیٰ غلام رب کے
سجدہ ہے صرف اسی کو جس کا خدا نہیں ہے

در در پہ جو جھکائے ذلت سے اپنا ماتھا
رب کی نظر میں کوئی اس سے برا نہیں ہے

پیر و ولی ملنگ سب محتاج ہیں خدا کے
پھر بھی جو اِن سے مانگے یہ کیا خطا نہیں ہے؟

شمس و قمر ملائک ارض وسماء و انساں
کوئی نہیں ہے ایسا جس کو فناء نہیں ہے

حاجت روا سمجھ کر غیروں کو جو پکارے
اس کے لئے جہنم سے کم سزا نہیں ہے

نعمت خدا کی کھا کر قبروں پہ سجدے مارے
تم ہی بتاؤ کیا یہ رب سے جفا نہیں ہے ؟

نذر و نیاز سجدے قبروں پہ کرنے والو !
نقشِ بُتاں تمہارے دل سے مٹا نہیں ہے

اِیـَّاکَ نَسْتَعِیْنُ وَاِیـَّاکَ نَعْبُدُ پڑھ
قرآں کے اس بیاں پر ایمان کیا نہیں ہے ؟

رتبہ نبی ولی کا بڑھادے جو خدا سے
ایسوں کو ذرہ بھر بھی خوفِ خدا نہیں ہے

وہ عاشقِ محمد ہرگز نہ ہو سکے گا
جس کو بھی پاس ناموسِ مصطفیٰ نہیں ہے

بدعت کی ظلمتوں سے باہر تو نکلو یارو !
بدعت میں ذرہ بھر بھی حق کی ضیاء نہیں ہے

کیا جانے معرفت کے اسرار وہ فریبی
جس کو ذرا شریعت ہی کا پتہ نہیں ہے

سنت کی راہِ اکمل تم اختیار کرلو
بدعت کی راہ کوئی راہِ ھُدیٰ نہیں ہے

عشقِ نبی کے دعوے ، بدعت سے پیار ایسا
صد حیف کہ نبی سے تجھ کو وفاء نہیں ہے

ہے بدعتی کو دوری ہر دم شعیبؔ رب سے
چہرہ تو بدعتی کا روشن ذرا نہیں ہے

فضیلت حافظ قرآن

خدا کی تجھ پہ ہے ہر دم عنایت حافظ قرآں
بنالے شکر رب ہی اپنی عادت حافظ قرآں

کتابوں میں سماوی یہ کلام حق کا ہے اعجاز
خدا ہی اس کی کرتا ہے حفاظت حافظ قرآں

بدل سکتا نہیں اس کا کوئی شوشہ کوئی نقطہ
جمع گرچہ ہو اس پر ساری خلقت حافظ قرآں

کہا جائے گا حافظ سے تُو پڑھتا اور چڑھتا جا
وہی منزل تری جس جا ہو تمّت حافظ قرآں

جہنم جن پہ واجب ہے وہ بخشائے گا ان کو واں
چلے گی تیری رب کے یاں شفاعت حافظ قرآں

چمکتا تاج پہنیں گے وہاں ماں باپ حافظ کے
حدیثوں میں تری ہے یہ فضیلت حافظ قرآں

معانی اور حقائق میں تدبر بھی کیا کرنا
قرآں ہے بحرِ علم و گنجِ حکمت حافظ قرآں

نصیحت ہے مری سن لے ، نہ ہو غافل تلاوت سے
نکل جاتا ہے دل سے یہ بہ عجلت حافظ قرآں

شعیب احقر دعا گو ہے خدائے ذوالمنن سے اب
مجھے محشور کر روزِ قیامت حافظ قرآں
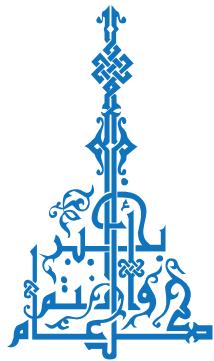
نازاں نہیں ہوتا

وہ دل اسرار فطرت کے کبھی شایاں نہیں ہوتا
جو ہردم ذکرِحق کے نور سے تاباں نہیں ہوتا

محبت میں خدا کی جو مٹادے اپنی ہستی کو
بلا شک اس کو دنیا کا کوئی ارماں نہیں ہوتا

خدا کے فضل سے حاصل جسے ہو معرفت حق کی
وہ سب سے بے خبر ہوتا ہے پر ناداں نہیں ہوتا

لٹادے جو خدا پر اپنی دولت اور جوانی کو
اسے ہرگز کسی بھی چیز سے حِرماں نہیں ہوتا

جو دل اللہ کی عظمت سے ہو لبریز وہ بے شک
ریاضت پر عبادت پر کبھی نازاں نہیں ہوتا

شریعت سے بغاوت جو کرے دن رات مستی سے
خدا کا وہ ولی ہرگز ارے ناداں نہیں ہوتا

حقیقت میں ہے انساں جو خدا سے انس پا جائے
محض انساں کی صورت سے کوئی انساں نہیں ہوتا

جو دنیا کی فنا کے نقشۂ عبرت کو دیکھا ہو
وہ اس دنیا کے ملنے پر کبھی شاداں نہیں ہوتا

سلوک و معرفت کی راہ میں لازم ہے قربانی
کہ طے کرنا خدا کی راہ کا آساں نہیں ہوتا

جسے اللہ کی تقدیر پر ایمان کامل ہو
حوادث پر زمانے کے وہ کچھ حیراں نہیں ہوتا

جو ہر در پر جبیں اپنی جھکا دے اے شعیب اس کا
کبھی اللہ کی توحید پر ایماں نہیں ہوتا

تاثیرِ صحبتِ اولیاء

اخلاق بدل جاتے ہیں اطوار بدل جاتے ہیں
صحبت کے اثر سے بھٹکے انسان سنبھل جاتے ہیں

اللہ نے انکو ایسی ہیبت و جلالت دی ہے
شاہان و سلاطیں کے دل سن سن کے دہل جاتے ہیں

ان خاک نشینوں کی گر لگ جائے نظر ایک لمحہ
یک آن میں دل سے سارے خنّاس نکل جاتے ہیں

گفتار میں ان کی ایسی تاثیر بھری ہوتی ہے
پتھر سے بنے قاسی دل لمحوں میں پگھل جاتے ہیں

جب خوفِ خداوندی سے وہ آہ وبکا کر تے ہیں
محروم بکا آنکھوں سے دریا ہی ابل جاتے ہیں

تاثیرِ نظر سے ان کی دنیا کی محبت والے
اللہ کی چاہت لے کر دنیا کو مسل جاتے ہیں

نظروں میں شعیب انکی میں تاثیر بلا کی دیکھا
ناکارہ وبے مایہ بھی آکر یہاں چل جاتے ہیں

انقلاب مصر کے پس منظر میں

جمہوریت ہوئی مصر میں خوار دیکھنا
ہنستے ہیں اس پہ دنیا میں اغیار دیکھنا

جمہوریت پہ ہے، بدنما داغ دوستو
یہ شرپسند لوگوں کا کردار دیکھنا

مسلم ہیں ہم یہی ہے، قصور اپنا منصفو!
قاتل کے ہاتھ دیتے ہو تلوار دیکھنا

اسلام کا ہے دعویٰ، پر اسلام سے ہیں دور
ہائے صفوں میں اپنی ہیں غدار دیکھنا

اعزاز قاتلوں کا، سزا بے قصور کو
کیا احمقانہ ہے ان، کا معیار دیکھنا

اسلام سے عداوت، تعصب و تنگ دلی
اپنے دلوں میں رکھتے ہیں اشرار دیکھنا

بدر و اُحد و خیبر، یہ سب اپنا تھا عروج
اب کس قدر ہے امت یہ لاچار دیکھنا

عالم میں وہ چاہتے ہیں سکیولر نظام ہو
یعنی نظامِ باطل ہو مختار دیکھنا

اچھا برا سمجھنے، نظر چاہیے شعیبؔ
احمق مگر یہ کہتے ہیں اخبار دیکھنا

بزمِ توحید

بزمِ توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑا کر دم لو

ظلمتِ کفر وضلالت یہاں چھائی ہے شدید
ظلم وطغیان کا سایہ ہے گھنا اور مدید
دشمنی بغض وعداوت کے ہیں انداز جدید
اب نظر ہی نہیں آتا ہے کوئی مردِ سعید

بزمِ توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑا کر دم لو

آج کا دور ہے مسلم کے لئے دورِ فِتَن
ہر طرف سے ہے مسلمان پہ یلغارِ مِحَن
ظلم کا دور ہے ، اور ہے مفقود اَمَن
اجنبی ملک سا لگتا ہے یہ اپنا ہی وَطَن

بزم توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑاکر دم لو

مسجدیں اور مدارس یہاں محفوظ کہاں
صنفِ نسواں کی عصمت بھی ہے پامال یہاں
اور محفوظ نہیں ہند میں بچوں کی بھی جاں
حال گجرات سے یہ بات ہے ظاہر وعیاں

بزم توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑاکر دم لو

دینِ اسلام سے کھلواڑ یہاں کرتے ہیں
اہلِ ایماں سے بڑا بغض وحسد رکھتے ہیں
نیز قرآں کی صداقت کو چھپالیتے ہیں
میڈیا سے وہ حقائق کو بدل دیتے ہیں

بزم توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑاکر دم لو

لو شعیب اب تو نصیحت ذرا بیدار ہو تم
اے جوانو بڑی غفلت میں گرفتار ہو تم
اب تو غیرت تمھیں آنی ہے سمجھ دار ہو تم
کب تلک سوتے رہو گے ذرا ہوشیار ہو تم

بزم توحید پھر یک بار سجا کر دم لو
اور باطل کے پرخچے ہی اڑا کر دم لو

دل محوِ گفتگو ہے

جو بھول جاؤ خود کو دل کا خزاں وہی ہے
اللہ سے ہو غفلت تو موتِ جاں وہی ہے

ذکر خدا میں ہر دم رطب اللسان رہنا
اللہ کے ولی کا اصلی نشاں وہی ہے

ظالم کے روبرو جو رکھدے کھری صداقت
اسلام کی نظر میں سچا جواں وہی ہے

مخفی ہے جس قدر وہ ظاہر اسی قدر ہے
آتا نہیں نظر وہ گرچہ عیاں وہی ہے

گو ہے سکوت ہر دم مرے لبوں پہ لیکن
دل محو گفتگو ہے میری زباں وہی ہے

باغِ بہشتِ رضواں ہے بے مثال لیکن
حاصل رضائے رب ہو روحِ جناں وہی ہے

مومن کو ہے بھروسہ جب صرف ذاتِ حق پر
کیا بات فکر کی ہے جب پاسباں وہی ہے

علم وعمل کی نعمت مل جائے جس کسی کو
یومِ جزا حقیقت میں شادماں وہی ہے

ایمان ومعرفت جو اپنے کرم سے آقا
دیدو شعیب کو گر تو کامراں وہی ہے
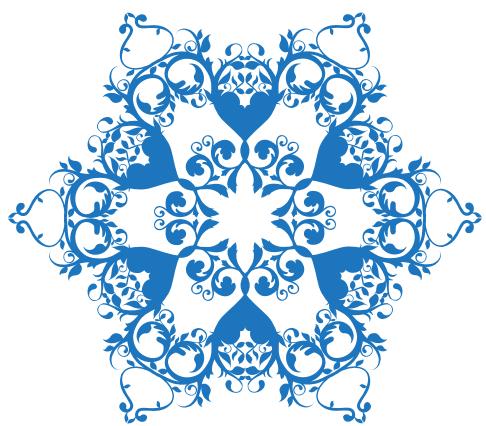
موت کی یاد

جب پڑا انسان میں نور حیات
ہو گیا فیصل تبھی وقت ممات

ٹل نہیں سکتی کسی سے یہ گھڑی
اور آگے ہو نہ پیچھے یہ کبھی

انبیا کو بھی نہ چھوڑا موت نے
بادشاہوں کو نہ بخشا موت نے

ہاں مگر اک تحفۃُ المؤمن ہے موت
اور بے شک قلبِ مومن کی ہے صوت

موت کے پیچھے بڑے ہیں مرحلے
تو رہے تیار جب بھی تو چلے

قبر کی ہیں منزلیں مشکل گزار
روضۂ جنت ہے وہ یا قعرِ نار

حشر کی پھر منزلیں ہیں خوفناک
ہے مگر مومن کی منزل تابناک

موت ہے ہر نفس کو آنا ضرور
ہو نہ جا تو بے خبر اے ذی شعور

فکر کر موت کی اے بے خبر
ہے نہیں باقی یہاں کوئی بشر

کرسکو جو خیر کرلو تم یہاں
کام آئے گا یہی تم کو وہاں

ہے شعیب اب تو نصیحت بار بار
یاد سے تو موت کی رو زار زار

قضاء

جب قضاء آتی ہے یارو، پھر کبھی ٹلتی نہیں
عقل و دانش کی کسی تدبیر سے ہٹتی نہیں

علم و عقل تجربہ، کیا کچھ نہیں ہوتا شعیب
پر کسی کی بھی قضاء کے سامنے چلتی نہیں

روحِ نماز

کیا کرے کوئی بیاں، شان جو رکھتی ہے نماز
دینِ حق کا ہے نشاں، رشتۂ قدسی ہے نماز

کہہ گئے ہیں یہ حضرتِ فخرِ رسل، شاہِ حجاز
رونقِ دینِ متیں اور ضیاء بھی ہے نماز

اہلِ دل نے ہے کہا، رازِ محبت ہے عجیب
سوزشِ پنہاں کا اک نالۂ مستی ہے نماز

طورِ سَیناء تھا تجلی گہہِ موسیٰ بہ یقیں
شرعِ احمد میں مگر روحِ تجلی ہے نماز

صاحبِ معراج کا روح فزا ہے یہ پیام
دیدۂ بینا ہو تو، جلوۂ ہستی ہے نماز

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ ضلال
اس کا مبدا ہے اذاں، منزلِ اصلی ہے نماز

نکتۂ بے مثل ہے یہ بات میری اے شعیب
یاد رکھ فرمودۂ رب کہ "لِذِکرِیْ" ہے نماز
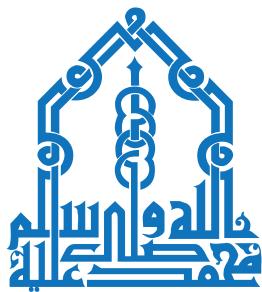
نوٹ: آخری شعر میں آیت ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ [سورہ طٰہٰ:] کی طرف اشارہ ہے۔

خطاب بہ نفس

اے نفس تُو نے تو مجھے رنجور کردیا
شیطان کو بہت تو نے مسرور کردیا

عصیان میں لگا کر یہ کیا تو نے کردیا
میرے خدا سے تو نے مجھے دور کردیا

مجھکو عبادتوں سے بھی بے دل تو کردیا
اس طرَح دِل مرا تو نے بے نور کردیا

طاعت کو کس قدر تو نے مشکل بنادیا
اور لذتِ گناہ میں مخمور کردیا

کس طور پر مجھے تونے پھندے میں کرلیا
مجھ کو خدا کے پاس تو مقہور کردیا

پیشِ رسول بھی تونے مجھ کو کیا ذلیل
اُف کس قدر مجھے تونے مجبور کردیا

فانی کے عشق میں تو نے مجھ کو لگادیا
میرے خدا سے مجھکو تو مفرور کردیا

دل میں زرَق برَق کی یہ چیزیں بٹھا دیا
مٹی کی پتلیوں سے تو مسحور کردیا

چاروں طرف سے مجھکو تو گھیرے میں کرلیا
دل سے حقیقتوں کو تو مستور کردیا

ہیں کس قدر خدا کی عنایات دیکھ لے !
پھر بھی خدا سے تو نے مغرور کردیا

پھیلا خدا کے سامنے دستِ دعا شعیب
بچتا وہی ہے جس کو وہ منظور کردیا

فانی کی محبت مجھے درکار نہیں ہے

دنیا کا کوئی یار مرا یار نہیں ہے
فانی کی محبت مجھے درکار نہیں ہے

ایمان کی دولت پہ مجھے ناز ہے ہمدم
کافر جو کرے طَعن تو کچھ بار نہیں ہے

پڑھکر بھی ہیں بیکار بہت اہلِ زمانہ
قرآن جو پڑھلے تو وہ بے کار نہیں ہے

سامانِ ہدایت جسے حاصل ہے یہاں پر
سامانِ ریاست کا طلب گار نہیں ہے

اربابِ سیاست نے ہمیں مار کھلائی
ان میں کوئی ملت کا وفادار نہیں ہے

لڑتے رہے ہم ملک کو آزاد کرانے
افسوس کہ تم کو ذرا اقرار نہیں ہے

ملت کو بھلاکر جو سیاست میں جگہ لے
ملت کی قیادت کا وہ حقدار نہیں ہے

اخلاق وشرافت سے ہے اسلام کی عظمت
ملت میں مگر آج وہ کردار نہیں ہے

اسلام کی دعوت میں اذانوں کو دخل تھا
پر آج اذاں کچھ بھی اثر دار نہیں ہے

جو قوم امامت کے لئے بھیجی گئی تھی
صد حیف کہ وہ اس سے خبردار نہیں ہے

ملت کے مسائل میں جو کوشاں نہیں قائد
عزت کے مناصب کا سزا وار نہیں ہے

قرآن کے پاروں میں تدبر بھی کیا کر
افسوس کہ دل ہی تیرا بیدار نہیں ہے

کہتا ہے زمانہ تجھے دشمن سے ہے خطرہ
دِکھتا مجھے اپنوں میں وفا دار نہیں ہے

سازش کا شعیب اب ہے بچھا جال جہاں میں
افسوس کہ امت ذرا بیدار نہیں ہے

تحفۂ سالکین

اصلاح کی ہو خواہش تو تم یہ کام کرلو
اول قدم پہ خود کو رب کا غلام کرلو

تم ذکر و فکرِ رب میں تن من سبھی لگادو
غفلت کی زندگی کو خود پر حرام کرلو

مخفی رہے نہ تم سے رازِ حیات قلبی
بچنے کا تم گناہوں سے اہتمام کرلو

اخلاق کو سنوارو، عادات کو بنالو
اس کے لئے صحیح و محکم نظام کرلو

شیطان کی وجہ سے رستہ یہ پُر خطَر ہے
چلنے کو ایک رہبر کا انتظام کرلو

خواہش اگر ہو تم کو محبوبِ رب بنو تم
جاری زباں پہ اپنی مالک کا نام کرلو

حاصل ہو نیک صحبت اس کا دھیان رکھنا
صحبت سے تم بڑوں کی یک دم سلام کرلو

سالک بغیر تقوی رہتا نہیں ہے زندہ
یہ بات دل میں رکھ کر اصلاح تام کرلو

اللہ سے تعلّق اس راہ کا ہے مقصد
اس کے حصول میں تم کوشش تمام کرلو

ملتی نہیں ہے یونہی اللہ کی محبت
اس کے لئے ریاضت تم صبح و شام کرلو

ناکام ہے یہاں پر لذّات کا پجاری
خود پر حرام تم ہی مینا و جام کرلو

پاتا نہیں خدا کو جو نفس کا ہو تابع
نفس شریر و سرکش کی روک تھام کرلو

یہ عرضِ مخلصانہ احقر شعیب کی ہے
اس کا نصیحتوں میں تم انضمام کرلو

فکرِ یومِ محشر

کہاں موت سے مفر ہے کسی نفس کو یہاں پر
ہو کوئی بڑا یا چھوٹا کوئی دارا یا سکندر
نہیں موت سے ہے بڑھ کر کوئی خوفناک منظر
اسی دن کی فکر تجھ کو رہے رات دن سراسر

تجھے چھوڑ کر ہے جانا یہیں ساری دولت و زر
کبھی موت کا دھیاں کر کبھی فکر یوم محشر

نہیں ساتھ تیرے آتا کوئی مال و ساز و ساماں
نہ پرائے اور خوشیاں نہ پدر پسر نہ یاراں
تن تنہا ہی ہے جانا تجھے قبر میں اے ناداں
تیرے ساتھ صرف ہوں گے تیرے نیک و بد عمل واں

تجھے چھوڑ کر ہے جانا یہیں ساری دولت و زر
کبھی موت کا دھیاں کر کبھی فکر یوم محشر

ذرا قبر کو بھی سوچو کہ ہے کس قدر وہ ویراں
اسی قبر میں ہے سونا نہ بستر ے نہ دیواں
تیرے نیک گر عمل ہوں تو یہی تیرا گلستاں
برے گر عمل ہوں تیرے یہی ہو گی قعرِ نیراں

تجھے چھوڑ کر ہے جانا یہیں ساری دولت و زر
کبھی موت کا دھیاں کر کبھی فکر یوم محشر

سبھی لوگ روز محشر بڑے بے قرار ہوں گے
جو برائی کی تھی اس پر سبھی شرمسار ہوں گے
وہاں انبیاء تلک بھی بڑے دل فگار ہوں گے
نہ وہاں قرین ہوں گے نہ تو غم گسار ہوں گے

تجھے چھوڑ کر ہے جانا یہیں ساری دولت و زر
کبھی موت کا دھیاں کر کبھی فکر یوم محشر

سبھی نیک و بد عمل کا بخدا حساب ہوگا
کسی کو عذاب ہوگا کسی کو ثواب ہوگا
وہاں بد عمل نہ ہرگز کبھی کامیاب ہوگا
اے شعیب صرف مؤمن وہاں باریاب ہوگا

تجھے چھوڑ کر ہے جانا یہیں ساری دولت و زر
کبھی موت کا دھیاں کر کبھی فکر یوم محشر

بھلائی نہیں رہی

لوگوں میں نام کو بھی بھلائی نہیں رہی
کونسی معاشرہ میں برائی نہیں رہی

ہر طرف ہے معاصی کا سیلاب اس قدر
اچھی بری جگہ کوئی خالی نہیں رہی

ہے کثرتِ گناہ کی دنیا میں یہ سزا
عینِ شباب میں بھی جوانی نہیں رہی

برباد کھیل کود میں ہوتے ہیں نو جوان
ان کی سوچ بھی کوئی عالی نہیں رہی

شکوہ کروں کیا آج میں غیروں کا دوستو!
الفت تو دوستوں میں بھی باقی نہیں رہی

اپنائی جب سے ہم نے تکلف کی زندگی
رشتوں میں بھی خلوص شعاری نہیں رہی

چھوٹی سی بات پر ہے لڑائی بڑی بڑی
اپنوں میں تک کریم مزاجی نہیں رہی

حاصل کلام تجھ کو بتاتا ہوں اے شعیب
اللہ ہی کی دل میں بڑائی نہیں رہی
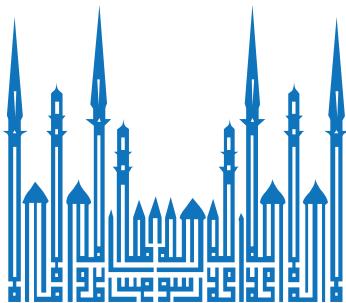
قیادت نہیں رہی

ہر چیز پر جھکیں یہ عادت نہیں رہی
دل میں کسی بھی غیر کی عظمت نہیں رہی

شیرازہ منتشر ہے مسلماں کا ہر جگہ
باقی دلوں میں اب کوئی وحدت نہیں رہی

غارت گری کا گرم ہے بازار ملک میں
انسان کی تو اب کوئی قیمت نہیں رہی

دہشت کے ہیں مُہیب سے بادل جگہ جگہ
لوگوں میں اب تو کوئی شرافت نہیں رہی

استاد کا ادب وہ فراموش کر گئے
قسمت میں جن کی کوئی سعادت نہیں رہی

ورزش کی سی نماز وہ پڑھتے ہیں دوستو
کہہ دو کہ یہ نماز عبادت نہیں رہی

ملت کو ڈگمگاتے زمانہ ہوا شعیب
کیوں کہ ہماری کوئی قیادت نہیں رہی

اعتبار اب کھوتے گئے

حیف ہے وہ اعتبار اب کھوتے گئے
جھوٹ کو سچ حق کو باطل کہتے گئے

رات کو دن میں تو ہر گز کہہ نہ سکا
اس لئے تو گالیاں ہم کھاتے گئے

ہاتھ ہم نے دوستی کا ان کو دیا
ہر جگہ وہ ہاتھ ہم کو دیتے گئے

ان کی داڑھی پر بھروسہ ہم نے کیا
آڑ میں اس کی ہڑپ وہ کرتے گئے

داد دیجے عقل کی صحت کے لئے
زہر بھی کچھ کچھ دوا میں لیتے گئے

قاتل انسانیت بھی پی یم ہوا
ہند کی تاریخ ہم یہ لکھتے گئے

آہ جو مظلوم نے کی پکڑا گیا
اور ظالم دندناتے پھرتے گئے

راہ میں خطرے نظر تو آئے بہت
جب چلا آگے تو خطرے ٹلتے گئے

اے شعیب آباد جس نے دل کو کیا
اس کے دل سے سارے پردے اٹھتے گئے

نظمیں

نذرانۂ عقیدت

بہ خدمت حضرت اقدس

مرشدی مولائی مولانا **شاہ ابرار الحق** صاحب دامت برکاتہم

(خلیفہ اجل حضرت تھانوی و ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی)

نوٹ: احقر نے یہ نظم حضرت والا علیہ الرحمہ کی بنگلور تشریف آوری کے موقعہ پر لکھی تھی، اور جامعہ مسیح العلوم میں آمد کے وقت بطور استقبال پیش کیا جانا طے کیا گیا تھا مگر حضرت والا کی طبیعت کے اچانک ناساز ہوجانے کی بنا پر آپ کی ممبئی واپسی ہوگئی اور یہ نظم پ کی خدمت میں پیش نہ کی جاسکی، اب حضرت کے وصال کے بعد اس کو شائع کیا جارہا ہے۔

حضرتِ ابرار کا دربار ہے یہ پُر جلال
سب کو ملتا ہے جہاں عرفان کا آبِ زلال

لڑکھڑاتے ہیں جہاں بادشاہوں کے قدم
وہ یہی دربار ہے ابرارِ حق کا پُر جلال

آپ کی سیرت ہے عکسِ سیرت فخرِ رُسل
اور صورت آپ کی ہے نازشِ حسن و جمال

ہیں جمالی بھی جلالی بھی بحسنِ امتزاج
آپ کے اس وصف سے شرمندہ ہیں شمس و ہلال

اک نظر بھی آپ کی ہے کیمیائے لاجواب
آ گئے جس سے ہدایت پر بسا بے دین وضال

مصطفیٰ کی سنتوں کا رات دن چرچا ہے یاں
اور ہے تصحیح قرآں کا نظام بے مثال

فکرِ امت آپ کی ہے ایک وجہِ امتیاز
اتباعِ شرع وسنت آپ کا رازِ کمال

حضرتِ اشرف کے سچے اور آخر جانشیں
اور ہیں اسلاف کے وہ ترجمانِ بے مثال

سالکینِ راہِ حق اور عارفینِ ذاتِ حق
کردیا سب کو رموزِ عشق و عرفاں سے نہال

آپ کی سیرت ہے عکسِ سیرت فخرِ رُسل
اور صورت آپ کی ہے نازشِ حسن و جمال

اک نظر بھی آپ کی ہے کیمیائے لاجواب
آگئے جس سے ہدایت پر بسا بے دین وضال

مصطفیٰ کی سنتوں کا رات دن چرچا ہے یاں
اور ہے تصحیح قرآں کا نظام بے مثال

فکرِ امت آپ کی ہے ایک وجہِ امتیاز
اتباعِ شرع وسنت آپ کا رازِ کمال

حضرتِ اشرف کے سچے اور آخر جانشیں
اور ہیں اسلاف کے وہ ترجمانِ بے مثال

سالکینِ راہِ حق اور عارفینِ ذاتِ حق
کردیا سب کو رموزِ عشق و عرفاں سے نہال

علم کامل، زہد و تقویٰ، عشق و عرفاں لاجواب
آپ کے اوصاف سے ہیں چند یہ حسنِ خصال

ہے دعاء میری خدائے دوجہاں سے اے شعیب
آپ سے ہو رشتۂ انس و عقیدت لازوال

به خدمت حضرت اقدس

فقیہ الاسلام مرشدی مولائی حضرت مولانا

مفتی مظفر حسین

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلی مظاہرِ علوم وقف، سہارنپور یوپی

دے رہا ہوں حاضری میں باخلوص واحترام
بندۂ مسکین ہوں میں اور اک ادنی غلام

حضرت شاہ مظفر کا ہے یہ دربار عام
طالبین حق کو ملتا ہے یہاں عرفاں کا جام

بحر میں عرفانِ حق کے غرق ہیں وہ رات دن
واقفِ اسرارِ دین وعارفِ ربّ انام

آپ کی ذات گرامی جامع وصفِ کمال
ہر ادا ہے آپکی شرع متین کا اک پیام

ہیں فقیہ ومفتی وعالم محدث لاجواب
مصلح امت ولی باصفا شیخ وامام

آپ کی صورت وسیرت آپ کا طور وطریق
ہے عیاں سب سے کہ بے شک وہ نبی کے ہیں غلام

نرم خوئی انکساری اور صبر بے مثال
خوبیاں سب ہیں جمع ان میں علی وجہ التمام

آپ ہیں شان ولایت آپ ہیں شمس العلوم
آپ کے ہے ہاتھ میں علم وولایت کی زمام

زہد وتقویٰ آپ کا ضرب المثل ہے دوستو
ہر ادا ہی آپ کی ہے لاجواب ولاکلام

آپ کے اوصاف ہیں اک بحر ناپیدا کنار
ہو نہیں سکتا بیان ان کا مکمل اور تام

جو تعلق حضرت اقدس سے ہے تجھکو شعیب
ہے دعا میری رہے یہ تادمِ آخر مدام

برموقعہ

افتتاح دورۂ حدیث شریف

در جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

بتاریخ: ۲۷/شوال ۱۴۳۵ھ ہجری مطابق: ۲۴/اگشٹ/۲۰۱۴ء

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

مدّت سے انتظار تھا جس دن کا آ گیا
رحمت کی بدلیاں لئے وہ سب پہ چھا گیا
فرحُ و سرور سب کے دلوں میں سما گیا
کیجے خدا کا شکر، یہ موقع دیا گیا

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

محفل پہ چھائی باد بہاری ہے دوستو
آغاز آج درسِ بخاری ہے دوستو
محفل اسی لئے یہ سنواری ہے دوستو
بیشک یہ کل جہان پہ بھاری ہے دوستو

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

حضرت عقیل جشن کے ہیں میرِ کارواں
آمد سے آپ کی ہے یہاں نور کا سماں
استاذِ محترم مرے ہیں دین کا نشاں
علم و عمل خلوص کا پیکر ہیں بے گماں

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

مسند نشیں ہیں حضرتِ مفتی سعید یاں
تقویٰ صفت ہیں ، علم کا ہیں بحرِ بے کراں
اسلاف کے نقوش ہیں اُن میں رواں دواں
درسِ حدیث اُن کا ہے مقبول در جہاں

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

آئے یہاں ہیں حضرتِ سجاد ذی وقار
آمد سے اُن کی ہم کو ملا عزّ و افتخار
گنجِ علوم کہہ دوں یا امت کے غم گسار
عالم میں جاری فیض ہوا اُن کا بے شمار

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں ◈ جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

میخانہ ہے یہ شاہِ ولی دہلویؒ کے نام
مئے ہے مدینہ کی یہاں دیوبند کا ہے جام
قاسمؒ رشیدؒ کی ہے نوا تھانوی نظام
خوشا کہ یہ شعیب اکابر کا ہے غلام

ہر جا خوشی کی لہر ہے اہل فہوم میں
جاری ہوئی حدیث مسیح العلوم میں

ترانۂ مدارس اسلامیہ

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دینِ یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک وملت ہیں، ہم داعیِ دین وایماں ہیں

یہ علمِ نبوت سے روشن، ملت کا منارِ عظمت ہے
یہ دینِ الٰہی کا قلعہ ، امت کا متاعِ شوکت ہے
اربابِ نظر کی نظروں میں ، مسلم کا نشانِ عزت ہے
یہ علم وعمل کا گہوارہ ، ہم سب کی دلیلِ رفعت ہے

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دینِ یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک وملت ہیں، ہم داعیِ دین وایماں ہیں

کھلتا ہے یہیں کے درسوں سے توحید کا رازِ سربستہ
ملتا ہے یہیں سے طالب کو ، عرفانِ الٰہی کا رستہ
اسرارِ حیاتِ جاویداں، پاتے ہیں یہاں کے وابستہ
اسلاف کی زندہ سیرت سے، ہوتا ہے یہاں قائم رشتہ

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین و ایماں ہیں

یہ کارگہہ روحانی ہے، بنتی ہے یہاں روحِ انساں
تعمیر گہہ ایمانی ہے، ملتا ہے یہاں کامل ایماں
تعمیر یہاں پر ہوتا ہے، اخلاق و شرافت کا ساماں
بنتا ہے یہاں کی حکمت سے، سودائے جہالت کا درماں

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین و ایماں ہیں

مٹتی ہے یہیں سے ٹکرا کر، ہر ظلمتِ کفر و طغیانی
دَبتا ہے یہیں کی شوکت سے، ہر فتنۂ فحش و عریانی
جُھکتا ہے اسی جا آکر وہ، مغرب کا غرورِ نادانی
ناکام یہیں پر ہوتا ہے، ہر مکر و فریبِ شیطانی

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین و ایماں ہیں

تفسیر سے یاں کی قرآں کا، اعجاز نمایاں ہوتا ہے
تفہیم سے یاں کی سنت کے، انوار کا فیضاں ہوتا ہے
حقّا کہ فضاؤں میں یاں کی، انساں بھی انساں ہوتا ہے
پڑھتا ہے یہاں جو بھی طالب، وہ دین پہ نازاں ہوتا ہے

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملکُ وملت ہیں، ہم داعی دین وایماں ہیں

نسبت ہے ہمیں حاصل بے شک، اصحابِ نبی کے صُفّے سے
پایا ہے یہاں حصّہ ہم نے، انوارِ نبی کے ورثے سے
ملتا ہے یہاں قُدوہ ہم کو، افکارِ نبی کے نقشے سے
ہم طرزِ عمل یاں پاتے ہیں، اخلاقِ نبی کے اُسوے سے

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملکُ وملت ہیں، ہم داعی دین وایماں ہیں

نغمات زباں پر قرآں کے، ہر سُو ہیں یہاں گلزاروں میں
چرچے ہیں نبی کی سنت کے، ہر وقت یہاں کی بزموں میں
ہیں نور کی کرنیں سی چھائی محسوس یہاں کے ابروں میں
اصلاح کا ساماں بنتا ہے، ہر گام یہاں کی فکروں میں

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین وایماں ہیں

گلزارِ حکیم الامت ہے، یہ وادیٔ علمِ عرفانی
تذکار مسیح الامت ہے، یہ بزم طریقِ روحانی
اس گلشن علم وعرفاں کی، ہر شاخ وکلی ہے مستانی
ہے جام یہاں کا روحانی، اور کیف ہے اس کا ایمانی

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین وایماں ہیں

تاریخ یہیں سے بنتی ہے، محبوبِ خدا کے مستوں کی
پلٹن بھی یہیں پر بستی ہے، اسلام پہ مٹنے والوں کی
آباد اسی گلشن میں ہے، یک قوم خدا کے پیاروں کی
حاصل ہے شعیب اب مجھ کو بھی نسبت ذرا ان فرزانوں کی

ہم طالبِ علمِ قرآں ہیں، ہم حاملِ دین یزداں ہیں
ہم خادمِ ملک و ملت ہیں، ہم داعی دین وایماں ہیں

ترانۂ
جامعہِ اسلامیہ مسیح العلوم

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

مسیح العلوم علم کا یک شاہکار ہے
نقوشِ سَلَف کی ایک حسیں یادگار ہے
جو باطل کو کردے پاش، وہ حق کی پکار ہے
جسے اہلِ معرفت میں ملا اعتبار ہے

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

کتاب و سنن ہیں مصدر دَستورِ جامعہ
علومِ سَلَف ہیں ماخذِ منشورِ جامعہ
ہے روشن اِنھی فیوض سے بھرپور جامعہ
ہوا ہے اسی بنا پہ یہ منظور جامعہ

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

یہ تاریخِ علمِ دین کا شہ پارہ ہے جناب
یہ علم و عمل ، خلوص کا گہوارہ ہے جناب
یہ اسلام کے پیام کا مینارہ ہے جناب
ہدایت و معرفت کا یہ فوارہ ہے جناب

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

یہ طُلّاب علم دیں کا ہے میخانہ دوستو
یہ مستانِ باخدا کا ہے پیمانہ دوستو
خدا ہی کا آئے گا یہاں دیوانہ دوستو
وہی جو مٹادے خود کو وہ پروانہ دوستو

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

یہ امت میں ہے علوم و معارف کا پاسبان
جو تبلیغ و تزکیہ کا ہے مرکز بلا گمان
یہ حُفّاظ و عالموں کی یقیناً ہے آن بان
ہدایت کا ہے نشان، صداقت کی ہے زَبان

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

شریعت و دین کا ہے یہاں چرچا صبح و شام
ہے زندہ اِنھی اداروں سے انسانیت کا نام
یہاں پیار کا سبق ہے یہاں رحم کا پیام
دَرُ و بام بھی یہاں کے ہیں درسِ وفا سلام

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے

مسیح العلوم اَوجِ ترقی پہ ہو سدا
ہو فیضان اس کا عام زمانے میں جابجا
یہاں کی چہار دانگِ عوالم چلے صدا
دعاء ہے شعیب کی یہ، تو منظور کر خدا

چمن زار علم دین مسیح العلوم ہے
وہ افلاک علمِ دین پہ مثلِ نجوم ہے